



دینی مدارس

نیشنل ایکشن پلان کی تکمیل کے لیے
حکومت اور فوج کے ساتھ ہیں۔

امیر محمد رفیع ریاضیہ ساجد میر علی



عشرہ ذوالحجہ۔۔۔ اعمال صالحہ کے لیے افضل ترین ایام!

آبِ زم زم۔۔۔ نعمت غیر مترقبہ
اور مقصد کے حصول کا ذریعہ!



ذبح کون تھا.....!؟
رات کے وقت قربانی کرنا.....!؟
کیا قربانی کرنا دولت کا ضیاع ہے.....!؟



مرزا بیٹ کے تعاقب میں علمائے اہل حدیث کا کردار!

درس قرآن

جناب پروفیسر احمد حماد رحمہ اللہ

سفر حج کے آداب

﴿الْحَجَّ أَشْهَرُ مَعْلُومَتٍ ۖ فَمَنْ قَرَضَ فِيهِنَ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ۚ وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ يَعْلَمْهُ اللَّهُ ۚ وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَىٰ ۚ وَاتَّقُوا يَٰأُولِيَ الْأَلْبَابِ ۝﴾ (البقرة)

”حج کا وقت چند معلوم مہینے ہیں جس نے (ان مہینوں میں) حج کی نیت کی ہو تو اسے نہ تو دل لگی کی باتیں کرنا چاہئیں، نہ نافرمانی کے کام اور نہ ہی لڑائی جھگڑا، جو نیکی بھی تم بجالاتے ہو اسے اللہ تعالیٰ بخوبی جانتے ہیں، اور زوارہ لے لو، یقیناً بہترین زوارہ تقویٰ ہے، اور عقل والو! تمہیں مجھ سے ڈرنا چاہیے۔“

حج کا مقصد اللہ تعالیٰ کے لیے تدبیل اور انکساری، عبادات کے ذریعے سے ممکن حد تک اس کے تقرب کا حصول اور برائیوں کے ارتکاب سے بچنا ہے۔ جبکہ بیت اللہ کی طرف حج کی نیت سے سفر بھی عبادت کے زمرہ میں آتا ہے اسلام میں جتنی بھی عبادات ہیں ان کے فرائض، ارکان، مستحبات و واجبات ہیں، جن کا لحاظ رکھا جانا ضروری ہوتا ہے تاکہ عبادت کے مقصد کو حاصل کیا جاسکے دوسری تمام عبادات کی طرح حج کے بھی خاص آداب ہیں جن کا لحاظ اور خیال رکھا جانا ضروری ہے تاکہ حج اللہ کے ہاں مقبول و برور کا درجہ پاسکے۔ ذیل میں انہی آداب میں سے چند کی طرف اشارہ کیا جائے گا۔

سب سے پہلے اخلاص کے ساتھ اللہ ہی کے لیے اس عبادت کی بجا آوری کی نیت کی جائے اور اس میں ریاکاری، دکھلاو اور نمود و نمائش کا عنصر قطعاً نہیں ہونا چاہیے کیونکہ اس سے بجائے ثواب کے انسان عقاب کا حقدار بن جاتا ہے اپنی عبادت کو اللہ کے لیے خالص کرنا چاہیے:

﴿وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ﴾ (البینہ: 5)

”اسی (اللہ) کے لیے دین کو خالص کرتے ہوئے عبادت بجالانے کا لوگوں کو حکم دیا گیا ہے۔“

حج کا سفر شروع کرنے سے پہلے ہی انسان کو گزشتہ زندگی کے اعمال یاد کرتے ہوئے جو لغزشیں، حقوق اللہ میں اور حقوق العباد میں کوتاہیاں ہوئی ہیں ان پر سچے دل سے اللہ سے معافی مانگنا چاہیے اور اللہ کے حضور توبہ کرنی چاہیے اور آئندہ ان گناہوں کو نہ ہرانے کا عزم مصمم بھی کرنا چاہیے:

﴿وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَا الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝﴾ (النور)

”اے مومنو! تم سب اللہ کی طرف توبہ کرو تاکہ تم کا میاب ہو جاؤ۔“

حج کے لیے حلال روزی کا اہتمام ہونا چاہیے حرام کمائی سے انسان کو ہر وقت بچنا چاہیے جبکہ حج کے مقدس سفر کے لیے تو بالاولیٰ حلال روزی سے ہی اہتمام ہونا چاہیے وگرنہ اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ عبادت قبولیت کا درجہ نہ حاصل کر سکے گی۔ نبی کریم ﷺ نے اس شخص کی مثال کہ جو حرام کمائی کا مرتکب ہو اور اللہ کو پکارے تو اللہ کی طرف سے جواب کو بیان کرتے ہوئے فرمایا: [مَطْعَمُهُ حَرَامٌ، وَمَشْرَبُهُ حَرَامٌ، وَمَلْبَسُهُ حَرَامٌ، وَغُذْيُ بِالْحَرَامِ، فَأَنَّى يُسْتَجَابَ لِذَلِكَ؟] ”جس کا کھانا، پینا، لباس الغرض منہ میں جانے والا ایک ایک لقمہ حرام کا ہے تو اس کی دعا کو کیسے قبول کر لیا جائے!“

درس حدیث

جناب پروفیسر عبدالرحمن لدھیانوی رحمہ اللہ

عشرہ ذوالحجہ کی فضیلت

[عن ابن عباسؓ قال: قال رسول الله ﷺ: "مَا مِنْ أَيَّامٍ الْعَمَلُ الصَّالِحُ فِيهِمْ أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ مِنْ هَذِهِ الْأَيَّامِ الْعَشْرِ". قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ؟ قَالَ: "وَلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ إِلَّا رَجُلٌ خَرَجَ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ فَلَمْ يَرْجِعْ مِنْ ذَلِكَ بِشَيْءٍ"] (رواه البخاري)

سیدنا عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”ان دس ایام کے علاوہ کوئی اور ایسے دن نہیں ہیں جن میں کیا ہو انیک عمل اللہ کو ان دنوں کے عمل سے زیادہ محبوب ہو۔“ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اللہ کی راہ میں جہاد بھی اتنا محبوب نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہ ہی اللہ کی راہ میں جہاد اتنا پسند ہے ہاں! وہ شخص جو اپنا مال اور اپنی جان لے کر جہاد کے لئے نکلا اور وہاں سے کچھ بھی واپس نہ آیا۔“ (بخاری)

ذوالحجہ کا چاند نظر آنے کے بعد ۱۰ ذوالحجہ تک کے دس دن اللہ کو بہت محبوب ہیں اور ان ایام میں کیا ہو عمل بھی بہت پیارا ہے۔ یکم سے ۹ ذوالحجہ تک روزے رکھے جائیں۔ صدقہ و خیرات کیا جائے، نفلی عبادات کثرت سے کی جائیں اور دس تاریخ کو قربانی کی جائے کہ اس دن سب سے اچھا عمل اللہ کے ہاں قربانی کر کے جانور کا خون بہانا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ان دنوں کا عمل اللہ کی راہ میں جہاد سے بھی افضل ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں جہاد سے بھی افضل ہے مگر وہ شخص جو جہاد کے لئے نکلا اپنا مال بھی ساتھ لیا خود وہاں شہید ہو گیا اس کا سارا مال مجاہدین کے کام آیا وہ ان دنوں کے عمل سے زیادہ ثواب حاصل کر سکتا ہے۔“

ان ایام میں رسول اللہ ﷺ نے کچھ کام کرنے کا حکم دیا اور کچھ کاموں سے روکا ہے جن کاموں کے کرنے کا حکم دیا وہ عبادات ہیں اور جن کاموں سے روکا وہ حجامت بنوانا اور ناخن ترشوانا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو ذوالحجہ کا چاند دیکھے اور وہ قربانی کرنا چاہتا ہو اسے چاہیے کہ وہ اپنی حجامت نہ بنوائے، اپنے ناخن نہ ترشوائے۔ دس ذوالحجہ کو حجامت بنائے۔“ اور جو شخص قربانی کرنے کی طاقت نہیں رکھتا اس کے لئے فرمایا کہ ”وہ ان دس دنوں میں اپنی حجامت نہ بنوائے اور ناخن نہ ترشوائے۔ جس دن (یعنی دس تاریخ کو) لوگ قربانیاں کریں وہ اپنی حجامت بنا لے اور ناخن ترشوالے اسے پوری قربانی کا ثواب نصیب ہوگا۔“ لہذا ان ایام کو غنیمت جانتے ہوئے کثرت سے عبادت کی جائے اور حجامت کروانے سے گریز کیا جائے۔

ایام حج کی آمد آمد ہے!

ان دنوں اطراف عالم سے اہل اسلام اپنے مرکز اسلام (بیت اللہ العظیم) کی طرف حج کی سعادت سے بہرہ ور ہونے کے لیے کھینچے چلے آ رہے ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ اسلام کے بنیادی ارکان پانچ ہیں ان میں حج بھی ایک بنیادی اور اہم رکن ہے اور یہ ہر اس شخص پر فرض ہے جو اس فرض کی ادائیگی کی استطاعت رکھتا ہو اور جو سفر کی صعوبتیں اور مشقتیں برداشت کر سکتا ہو اور اس سفر کے جملہ اخراجات کا متحمل ہو۔ ایسے شخص پر زندگی میں ایک مرتبہ حج کرنا فرض ہے جو فی الحقیقت بہت بڑی عبادت ہے اور بہت سی عبادات کی جامع اور تاریخ میں عظیم مد و جزر پیدا کرنے والی طاقت ہے۔ نماز اور روزہ بدنی عبادات ہیں اور زکوٰۃ مالی عبادت کا نام ہے لیکن حج بدنی اور مالی دونوں قسم کی عبادتیں لیے ہوئے ہے۔ خوش قسمت ہیں وہ اہل ایمان جنہیں اللہ تعالیٰ نے حج کی استطاعت اور توفیق بخشی ہے اور اس اہم فریضہ کو رسول اکرم ﷺ کی سنت کے مطابق ادا کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ کسی نے درست لکھا ہے کہ ”حج میں ہجرت کا رنگ بھی شامل ہے اور جہاد کا اسلوب بھی۔ بار بار سفر بھی فی سبیل اللہ اور قیام بھی فی سبیل اللہ۔ اس میں ذکر و دعا بھی ہے اور رکوع و سجود بھی۔ مزدلفہ کی رات کی خاموش عبادت اور لاکھوں کے مجمع میں یوم عرفہ کا خطبہ بھی۔ احرام کی کفن نما پوشش بھی ہے اور عید کا خوش آئند لباس بھی۔ وہاں آنسوؤں کی جھڑیاں بھی ہیں اور مسکراہٹوں کی کلیوں کی لڑیاں بھی۔ آدمی بیک وقت وہاں بے ہمہ ہوتا ہے اور باہمہ بھی۔ تھوڑی دیر کے لیے تارک دنیا بھی ہوتا ہے اور پھر نئی شخصیت کے ساتھ فاتحانہ شان سے دنیا کے دروازے پر دستک بھی دیتا ہے۔ وہاں ملنے والوں سے جدا ہو جاتے ہیں اور کئی پچھڑے ہوئے لوگ وہاں اچانک مل جاتے ہیں۔ حاجی کا محدود خاندان چھوٹ جاتا ہے مگر وہ ایک نئے عالمی خاندان کا فرد بن جاتا ہے۔ بے شمار قبیلے اس کے اپنے بن جاتے ہیں۔ کتنے ممالک اسے اپنے ملک محسوس ہوتے ہیں۔ مختلف بولیوں میں وہ ایک ہی معانی سمجھتا ہے جب وہ عرفات کے بے پایاں ہجوم میں موجود ہوتا ہے تو اس کے سامنے میدان حشر کا نقشہ آ جاتا ہے۔“

عازمین حج کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس سارے سفر میں اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی اور خوشنودی کو مقدم رکھیں۔ تسبیح و تہلیل، تلاوت کلام اللہ اور درود شریف پڑھنے میں زیادہ سے زیادہ وقت صرف کیا جائے۔ لڑائی جھگڑا، غصیل حرکات اور تلخ کلامی سے یکسر اجتناب کرتے ہوئے اپنے رفیقان سفر پر حسن سلوک کا نقش ثبت کیا جائے۔ ساتھیوں کی خدمت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہیے اور ان کی کسی بھی مشکل میں بھرپور ساتھ دینا چاہیے۔ بعض لوگ انتظامیہ کی چھوٹی موٹی کوتاہی پر تنقید سے باز نہیں آتے۔ حالانکہ سعودی حکومت حجاج کرام کو مناسک حج کی ادائیگی کے لیے بے پناہ آسانیاں اور سہولتیں فراہم کرتی ہے۔ اتنے بڑے عالمی اجتماع کے لیے بہترین انتظامات کرنا بہت بڑی خدمت اور کارنامہ ہے۔ حفاظتی رضا کار اور میڈیکل سٹاف مصروف خدمت رہتے ہیں۔ امن وامان اور رہائش کا کوئی مسئلہ پیدا نہیں ہوتا۔ ضروریات زندگی کی اشیاء کی فراوانی ہوتی ہے۔ پانی، ماکولات اور مشروبات کی کوئی کمی نہیں ہوتی۔ ذرائع آمد و رفت عام ہیں۔ کہیں آنے جانے میں حجاج کسی دقت سے آشنا نہیں ہوتے۔ پھر حکومت کی طرف سے کھانے پینے کی وافر اشیاء، ضیوف الرحمن کے لیے مفت تقسیم کی جاتی ہیں۔

امام الحج الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ آل شیخ نے ایک خطبہ حج میں فرمایا کہ آج کا دن بڑا اہم ہے جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر نفع کرتا ہے اور فرشتوں سے فرماتا ہے کہ میں نے ان سب لوگوں کو بخش دیا ہے۔ یہ لوگ دنیا کے کونے کونے سے محض میری رضا کی خاطر اور میری بندگی کی خاطر میرے گھر آئے ہیں۔ ان لوگوں نے راستے کی تکالیف اٹھائی ہیں۔ بدنی مشقتیں برداشت کی ہیں۔ بھوک پیاس اور تھکاوٹ اٹھائی ہے۔ میرے گھر پہنچنے کے لیے رزق حلال کی کمائی خرچ کی ہے۔ میرے گھر سے لپٹ لپٹ کر خلوص دل سے اپنے گناہوں کی معافی مانگی ہے۔ رو رو کر ظاہری و پوشیدہ گناہوں کا اعتراف کیا ہے۔ کیا میں ان لوگوں کو معاف نہ کروں؟ کیا میں ان کی قربانیوں کا صلہ نہ دوں؟ فرشتے جواب دیتے ہیں اے باری تعالیٰ سب تعریفیں، سب عظمتیں اور سب بادشاہتیں تجھی کو سزاوار ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے فرشتو! گواہ رہو! میں نے آج ان سب کو بخش دیا ہے۔ میں نے ان کی عبادتوں کو قبول کر لیا ہے اور خلوص دل سے اعتراف گناہ پر معافی بخشے ہوئے سب کو معاف کر دیا ہے۔ یہ مشاہدے کی بات ہے کہ بعض لوگ زیادہ اخراجات ہو جانے پر واویلا شروع کر دیتے ہیں۔ یہ بات بالکل نامناسب ہے یہ

مدیر اعلیٰ
بشیر انصاری
ایم اے

☆ رانا محمد شفیق خاں پسروری
☆ پروفیسر ڈاکٹر عبدالغفور راشد

مجلس
ادارت

اس شمارہ میں

1	درس قرآن وحدیث
2	اداریہ
4	احکام ومسائل
6	توحید الہی کا حج سے تعلق..... (خطبہ حرم)
9	اسوۂ ابراہیمی کی یاد
10	عشرہ ذوالحجہ قربانی..... احکام ومسائل
12	آب زم زم
15	سیدنا اسامہ بن زیدؓ
17	تاریخ و فلسفہ قربانی
21	چٹلی..... ایک سنگین جرم
24	الامام الحافظ ابوسعید احمد بن محمد الاسنہانی
25	تبرہ کتب
26	اخبار الجماعہ

ادارہ سے جملہ خط کتابت ایڈیٹر کے نام
اور ترسیل زر منیجر کے نام کی جائے

ہفت روزہ ”اہل حدیث“

چوک اہل حدیث (المعرفہ بقیچوک)
106، راوی روڈ لاہور۔ 54000

فون: 042-37720257 ٹیکس: 042-37725525
email: weeklyahlehadith@yahoo.com

بدل اشتراک

سالانہ	500/- روپے
ششماہی	300/- روپے
بذریعہ پی پی	535/- روپے
بیرونی نمائند سے	5500/- روپے
فی پرچہ	15/- روپے

منیجر پروفیسر ساجد میر نے مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے لئے ”لشر پرنٹ ان“ شاہ خالد ٹاؤن جی ٹی روڈ شاہدرہ لاہور سے چھپوا کر 106 راوی روڈ لاہور سے جاری کیا۔

بات پیش نظر رکھیں کہ جس اللہ تعالیٰ نے مال و دولت سے نوازا ہے اگر وہ اسی کی راہ میں خرچ ہو جائے تو اس سے بڑی سعادت اور کیا ہو سکتی ہے؟ بعض لوگ زکوٰۃ و صدقات اکٹھی کر کے یا قرض لے کر اپنے اہل و عیال کو دوسروں کے رحم و کرم پر چھوڑ کر خود حج کے لیے رخت سفر باندھ لیتے ہیں، ایسے لوگ حج کے مکلف نہیں۔ حج کے لیے صاحب استطاعت ہونا ضروری ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجَّةُ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا﴾ (ال عمران: 94) آخر میں آپ ذرا تصور فرمائیں کہ یہ حج کا مقام و منظر جو امت مسلمہ کے اتحاد اور رنگ و نسل کی نفی، معبودان باطلہ سے بیزاری، ایک لباس، ایک قرآن، ایک نبی اور ایک طریق پر عمل تنظیم و ترتیب، ہم آہنگی اور اخوت و مودت کی درخشاں مثال ہے۔ ایک ایسی تصویر اور دلکش منظر جو دنیا میں کہیں اور دکھائی نہیں دیتا۔ یہ بھی یاد رکھیے کہ نبی اکرم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر جو خطبہ ارشاد فرمایا وہ انسانیت کی فلاح و نجات، انسانی حقوق کے تحفظ، اتفاق و اتحاد نیز معاشی و معاشرتی، دینی اور سیاسی حوالہ سے ایک عالمی منشور کی حیثیت رکھتا ہے جس پر عمل پیرا ہو کر عالم انسانیت کے دکھوں کا مداوا اور امن و امان کا سماں پیدا ہو سکتا ہے۔

مدارس دینیہ نیشنل ایکشن پلان کی تکمیل کے لیے حکومت اور فوج کے ساتھ ہیں۔ امیر محترم

مدارس کی رجسٹریشن، نصاب اور آڈٹ سے متعلقہ امور پر ابھی مشاورت جاری ہے۔ سینئر پروفیسر ساجد میر

لاہور..... مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے سربراہ اور وفاق المدارس السلفیہ کے صدر سینئر پروفیسر ساجد میر نے کہا ہے کہ مدارس دینیہ نیشنل ایکشن پلان کی تکمیل کے لیے حکومت اور فوج کے ساتھ ہیں۔ مرکزی دفتر 106 راوی روڈ لاہور میں علماء کے وفد سے گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ وزیر اعظم اور آرمی چیف سے ہونے والی ملاقات میں سیاسی و عسکری قیادت نے مجموعی طور پر دینی مدارس کے کردار کی تعریف کی ہے۔ منفی سرگرمیوں میں ملوث چند ایک مدارس کی آڑ میں مدارس کے خلاف منفی پراپیگنڈے کی حوصلہ شکنی کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ مدارس کی رجسٹریشن، نصاب اور آڈٹ سے متعلقہ امور پر ابھی مشاورت جاری ہے۔ ملاقات میں مدارس میں اے یو ایو یا ادیول کی تعلیم دینے کی کوئی بات نہیں ہوئی۔ مدارس میں پہلے ہی میٹرک، ایف اے اور بی اے کی صورت میں عصری تعلیم کا بھی اہتمام ہے۔ ملاقات میں دینی قائدین کے تحفظات دور کرنے اور مدارس کو قومی دھارے میں لانے کے لیے تنظیم مدارس دینیہ اور تمام مسالک کے وفاق المدارس کو اعتماد میں لے کر پالیسی بنانے پر بھی اتفاق کیا ہے۔ مدارس کے نصاب میں جدت اور ان کی ڈگریوں کو مساوی حیثیت دلانے کے لیے ایک الگ تعلیمی بورڈ یا پہلے سے قائم بورڈ کے ساتھ الحاق کی بھی تجویز زیر غور ہے۔ انہوں نے کہا کہ رجسٹریشن اور ڈیٹا فارم میں کافی پیچیدگیاں ہیں جن کی ہم نے نشاندہی کر دی ہے۔ پروفیسر ساجد میر نے کہا کہ ہم نے گرفتار علماء اور کارکنوں کے متعلق پالیسی پر نظر ثانی کرنے کی بھی تجویز دی ہے کہ ان کی تفتیش کا ایک ٹائم فریم ہونا چاہیے جرم ثابت ہونے پر سزا دی جائے بغیر انٹرویویشن کے سالہا سال تک انہیں غائب رکھنا کسی بھی لحاظ سے درست نہیں۔ ہمارے تحفظات اور تجاویز کو وزارت داخلہ نے نوٹ کر لیا ہے۔ امید ہے کہ معاملات درست سمت میں اور جلد حل ہو جائیں گے۔

یوم دفاع کے موقع پر اسلام آباد کے دینی مدارس کی بندش کے فیصلے کی مذمت کرتے ہیں۔ امیر محترم

دہشت گردی میں یونیورسٹیوں کے طلبہ بھی ملوث پائے گئے تو کیا کل کو انہیں بھی بند کر دیا جائے گا۔ تعلیمی اداروں کی بندش مسائل کا حل نہیں

لاہور..... مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے سربراہ سینئر پروفیسر ساجد میر نے یوم دفاع کے موقع پر اسلام آباد کے دینی مدارس کی بندش کے فیصلے کی مذمت کی ہے۔ جمعہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے ان کا کہنا تھا کہ دینی مدارس کو دیوار سے لگایا جا رہا ہے جس سے دنیا کو غلط پیغام جا رہا ہے۔ اس اقدام سے سیکورٹی اداروں کی نااہلی عیاں ہوتی ہے۔ دہشت گردی کے بعض واقعات میں یونیورسٹیوں کے طلبہ بھی ملوث پائے گئے ہیں تو کیا پھر کل کو ہر ایسے موقع پر انہیں بھی بند کر دیا جائے گا۔ تعلیمی اداروں کی بندش مسائل کا حل نہیں، بھارت اور افغانستان کے گٹھ جوڑ سے ملک میں انتشار ہے جنہیں امریکہ اور اسرائیل کی مدد حاصل ہے۔ دہشت گردوں کے ان سرپرستوں کے ہاتھ تلاش کر کے توڑے جائیں۔ اگر کوئی دینی مدرسہ بھی ملوث نکلے تو اس کے خلاف بھی ایکشن لیا جائے مگر سب کو ایک ہی لاشی سے مت ہانکا جائے۔ انہوں نے کہا کہ دہشت گردی کے خاتمے کے لیے تمام دینی جماعتیں حکومت کے ساتھ کھڑی ہیں۔ ملک میں قیام امن، سلامتی و استحکام ہم سب کی ذمہ داری ہے۔ پروفیسر ساجد میر نے کہا کہ بعض قوتیں میاں نواز شریف کے مذہبی ووٹ بنک کو نشانہ بنانے کے لیے بھی ایسا کر رہی ہیں تاکہ ان میں حکومت کے خلاف نفرت پیدا ہو۔ انہوں نے کہا کہ دینی مدارس کی بندش سے یہ منفی پیغام بھی جا رہا ہے کہ جیسے دینی مدارس کو وطن کے دفاع سے کوئی غرض نہیں۔ حکومت کو چاہیے کہ وہ اپنے انٹیلی جنس اداروں کو فعال بنائے۔ دہشت گردوں کا نیٹ ورک بھی توڑا جائے اور ان کی مدد کرنے والے بیرونی ہاتھ بھی تلاش کیے جائیں۔ صرف مولویوں اور مدرسوں کو ہدف نہ بنایا جائے۔ دریں اثناء مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے ناظم اعلیٰ ڈاکٹر حافظ عبدالکریم نے ہوم سیکرٹری پنجاب سے ملاقات کی جس میں علماء اور کارکنان کی گرفتاریوں اور ناجائز مقدمات پر شدید تشویش کا اظہار کیا گیا۔ حافظ عبدالکریم نے کہا کہ جو علماء مجرم ہیں انہیں پکڑا جائے مگر بے گناہوں کو مت گھسیٹا جائے، یہ پالیسی مذہبی طبقے کو حکومت سے دور لے جا رہی ہے۔ جس کا نقصان آنے والے انتخابات میں موجود حکمران جماعت کو ہوگا اور یہ سوچی سمجھی سازش کے تحت ہو رہا ہے۔ ہوم سیکرٹری پنجاب نے یقین دلایا کہ بے گناہ علماء اور کارکنان کو ضروری تفتیش کے بعد رہا کر دیا جائے گا۔

احکام و مسائل

ابو محمد عبدالستار احمد
مركز الدراسات الاسلاميه
سلطان کابلی میاں جنس خانیوال پاکستان
Mob.: 0300-4178626 - 065-2663317
Email: hammad3316@yahoo.com

کیا قربانی کرنا دولت کا ضیاع ہے؟!

سوال

عید الاضحیٰ کی آمد آمد ہے، منکرین حدیث قربانی کے عمل پر اعتراض کرتے ہیں کہ لاکھوں جانوروں کو ذبح کر کے پیسے کا ضیاع کیا جاتا ہے بلکہ یہ جانوروں کی نسل کشی ہے۔ اگر یہ دولت رفاہی کاموں میں صرف کی جائے تو بہت لوگوں کا بھلا ہوگا۔ اس قسم کے اعتراضات کا جواب درکار ہے۔

جواب

قرآن کریم کا طالب علم اس حقیقت سے بخوبی آگاہ ہے کہ قربانی سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی ایک عظیم یادگار ہے جسے ختم نہیں کیا گیا بلکہ آئندہ نسلیں کے لیے اسے باقی رکھا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ”ہم نے اسے بعد میں آنے والوں کے لیے باقی رکھا۔“ (الصافات: ۱۰۲)

جب قربانی کے عمل کو اللہ تعالیٰ نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے بعد آنے والوں کے لیے باقی رکھا ہے اور وہ اسے جذبہ اخلاص اور محبت و شوق سے بجالاتے ہیں تو اسے دولت کا ضیاع حیوانات کی نسل کشی قرار دینا چہ معنی وارد؟

یہ قربانی اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم نشانی ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”قربانی کے اونٹوں کو ہم نے تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کے شعائر بنایا۔“ (الحج: ۳۶)

جو انسان اللہ کی ان نشانیوں کی عظمت و توقیر کو بجالاتا ہے اس کا دل تقویٰ سے بھرا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ”جو لوگ اللہ کے شعائر کی تعظیم کرتے ہیں ان کے دل تقویٰ سے لبریز ہیں۔“ (الحج: ۳۲)

مہی جب ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دس سال مدینہ طیبہ میں قیام فرمایا اور قربانی کے عمل کو ہر سال دہراتے رہے اور کبھی اس کا ناغہ نہیں کیا۔ چنانچہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے: ”رسول اللہ ﷺ نے دس سال مدینہ طیبہ میں قیام فرمایا اور ہر سال قربانی کرتے تھے۔“ (جامع ترمذی الاضاحی: ۱۵۰)

قربانی کی اہمیت کا اندازہ اس امر سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ دسویں ذوالحجہ کو چار کام کیے جاتے ہیں: جمرات کو ننگریاں مارنا، قربانی کرنا، سرمنڈوانا اور بیت اللہ کا طواف۔ نیز صفا مروه کی سعی کرنا ہے۔ لیکن اس دن کا نام ”یوم النحر“ یعنی قربانی کا دن رکھا گیا ہے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ”آج کے دن تمام اعمال میں سے افضل عمل قربانی کرنا ہے۔“ (ترمذی الاضاحی: ۱۳۹۳)

رسول اللہ ﷺ کے پاس جب مال غنیمت کے طور پر حیوانات آتے تو آپ ﷺ انہیں فروخت کر کے ان کی قیمت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں تقسیم نہیں کرتے تھے بلکہ قربانی کرنے کے لیے انہیں بانٹ دیتے تھے۔ لیکن افسوس کہ مغرب زدہ لوگ اس مبارک عمل کو روپے پیسے کا ضیاع قرار دے رہے ہیں حالانکہ یہ لوگ جب اپنی کونھیاں بناتے ہیں تو دس دس لاکھ ان کے ہاتھ روم پر لگا دیتے ہیں جبکہ یہ اپنی دولت کا ضیاع ہے۔ جہاں تک ان جانوروں کی نسل کشی کا تعلق ہے تو تجربہ اس سوچ کے خلاف ہے کیونکہ بکری ایک وقت میں ایک یا دو بچے جنم دیتی ہے لیکن لاکھوں جانور ذبح ہونے کے باوجود ہم ان بکریوں کے ریوڑ دیکھتے ہیں۔ اس کے برعکس ایک کتیا ایک وقت میں چھ چھ سات سات بچے جنمتی ہے لیکن کبھی ان کتوں کا ریوڑ نہیں دیکھا گیا۔ حالانکہ انہیں کوئی ذبح نہیں کرتا اور نہ ہی ان کی قربانی دی جاتی ہے۔ پھر ہم دیکھتے ہیں کہ قربانی کے اس عمل سے لاکھوں خاندانوں کا رزق وابستہ ہے۔ جیسا کہ درج ذیل تفصیل پر غور کرنے سے واضح ہوتا ہے:

- ❖ لوگ دیہاتوں میں ان جانوروں کو پالتے ہیں پھر انہیں قربانی کے موقع پر فروخت کرنے کے لیے شہروں میں لاتے ہیں۔ اس طرح اللہ تعالیٰ ان کی روزی کا بندوبست کرتا ہے۔
- ❖ ان جانوروں کو ٹرکوں کے ذریعے لایا جاتا ہے اس سے ٹرکوں والوں کو آمدنی ہوتی ہے ان کا ذریعہ معاش چلتا ہے۔
- ❖ انہیں شہری لوگ خریدتے ہیں اور دس دس بیس بیس دن انہیں چارہ کھلاتے ہیں۔ چارے والے سینکڑوں افراد کا رزق اس سے وابستہ ہے۔
- ❖ قصاب انہیں ذبح کر کے روزی کماتے ہیں اور مزدوری حاصل کر کے وہ کئی کئی مہینوں کا رزق اپنے اہل خانہ کے لیے جمع کر لیتے ہیں۔
- ❖ قربانیوں کے گوشت کو محفوظ کر کے غریب ممالک کو بھیجا جاتا ہے سعودی عرب میں ایسا ہی ہوتا ہے پھر پوری دنیا اس گوشت سے لطف اندوز ہوتی ہے۔
- ❖ ان کا چمڑا کس قدر بابرکت ہے جو غرباء و مساکین کے لیے وقف ہوتا ہے غرباء و مساکین اسے فروخت کر کے اپنی ضروریات زندگی خریدتے ہیں۔
- ❖ ان چرمہائے قربانی سے دینی اداروں کی بھی سرپرستی ہوتی ہے ان کے ذریعے سال بھر کی ضروریات پوری کی جاتی ہیں۔
- ❖ جو لوگ کھالیں خریدتے ہیں وہ انہیں ان فیکٹریوں کو بیچتے ہیں جہاں چمڑے کی مصنوعات تیار ہوتی ہیں وہاں پہننے کے لیے موزے، جیکٹیں، بیگ، پرس اور جوتے وغیرہ تیار ہوتے ہیں پھر یہی مصنوعات بازار میں آجاتی ہیں۔ الغرض سینکڑوں لوگوں کا کاروبار ان سے وابستہ ہوتا ہے۔

قربانی پر اعتراض کرنے والوں کو چاہیے کہ وہ اس کے تمام پہلوؤں پر غور کریں۔ محض اعتراض برائے اعتراض کی روش کر کے ہٹ دھرمی سے باز آجائیں۔ واللہ اعلم!

ذبح کون تھا؟!

سوال قرآن کریم میں ہے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے کی قربانی دی عام طور پر مشہور ہے کہ وہ سیدنا اسماعیل تھے لیکن عیسائیوں کا کہنا ہے کہ وہ سیدنا اسحاق علیہ السلام تھے وضاحت سے بتائیں کہ ذبح کون تھا؟

جواب ہمارے رجحان کے مطابق ذبح سیدنا اسماعیل علیہ السلام تھے اس کے قرائن و دلائل حسب ذیل ہیں:

✽ قرآن کریم میں ہے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کے لیے زمین پر لٹا لیا پھر ان کے فدیہ میں ایک ذبیحہ ذبح کیا اس واقعہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے سیدنا ابراہیم کو سیدنا اسحاق علیہ السلام کی بشارت دیتے ہوئے فرمایا: ”اور ہم نے اسے اسحاق کی بشارت دی جو صالحین میں سے نبی ہوگا۔“ (الصافات: ۱۱۲) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ذبح سیدنا اسحاق علیہ السلام نہیں بلکہ سیدنا اسماعیل علیہ السلام تھے۔

✽ ایک دوسرے مقام پر سیدنا اسحاق علیہ السلام کی ولادت کے ساتھ سیدنا یعقوب کی ولادت کا مژدہ سنایا گیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”ہم اسے (یعنی سارہ کو) اسحاق اور اسحاق کے بعد یعقوب کی خوشخبری دیتے ہیں۔“ (ہود: ۷۱)

✽ اگر سیدنا اسحاق ذبح تھے تو ان کے بعد یعقوب کی بشارت چمکنی دارد؟ ایک روایت میں اس امر کی صراحت ہے کہ ذبح سیدنا اسماعیل علیہ السلام تھے یہ روایت اس اختلاف کے متعلق نص قطعی اور فیصلہ کن حیثیت رکھتی ہے۔ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ”جب سیدنا ابراہیم کو اپنے بیٹے کے متعلق ذبح کا حکم ہوا تو سیدنا اسماعیل علیہ السلام نے سفید قمیص پہن رکھی تھی انہوں نے عرض کیا ابا جان! اس قمیص کے علاوہ میرا کوئی کپڑا نہیں جس میں آپ مجھے کفن دے سکیں اسے اتار لیں تاکہ مجھے اس میں کفن دیا جاسکے وہ اتارنے لگے تو پیچھے سے آواز آئی اے ابراہیم! تو نے واقعی اپنے خواب کو سچا کر دکھایا ہے۔“

سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے جب پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہاں سینگوں والا سفید خوبصورت مینڈھا تھا۔“ (مسند امام احمد: ج ۱ ص ۲۹۷) اس روایت سے معلوم ہوا کہ ذبح سیدنا اسماعیل علیہ السلام تھے۔ واللہ اعلم!

رات کے وقت قربانی کرنا

سوال ہمارے ہاں مشہور ہے کہ رات کو قربانی نہیں کرنا چاہیے کیا اس کے متعلق احادیث میں کوئی ممانعت آئی ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں اس مسئلہ کی وضاحت فرمائیں۔

جواب قرآن کریم میں قربانی کے جانور ذبح کرنے کے متعلق ”ایام معلومات“ (الحج: ۲۸) آیا ہے اور حدیث میں ”ایام التشریق“ کے الفاظ ہیں۔ (مسند امام احمد: ج ۳ ص ۸۲) ایام کے الفاظ سے بعض اہل علم نے یہ مسئلہ کشید کیا ہے کہ رات کے وقت قربانی نہیں کرنا چاہیے چنانچہ امام ابو حنیفہ امام شافعی امام احمد بن حنبل امام اسحاق امام ثوری اور جمہور اہل علم کا موقف ہے کہ ایام قربانی کی راتوں میں قربانی ذبح کرنا جائز مع انکراہت ہے۔ جبکہ امام مالک اور اصحاب مالک سے منقول ہے کہ قربانی کی راتوں میں جانور ذبح کرنا جائز نہیں۔ نیز رات کے وقت ذبح شدہ قربانی کا جانور ایک گوشت والی بکری ہے جو قربانی کے لیے کافی نہیں۔ (نیل الاوطار: ج ۵ ص ۲۱۷)

علامہ شوکانی لکھتے ہیں: ”قربانی کی راتوں میں قربانی کی ممانعت اور کراہت کا دعویٰ محتاج دلیل ہے اور مذکورہ حدیث میں ایام تشریق کے ذکر سے اگرچہ ظاہری اعتبار سے راتوں کو خارج کیا جاتا ہے لیکن ایام کی صحیح تفسیر یہ ہے کہ ان میں دن اور رات دونوں شامل ہیں۔“ (نیل الاوطار: ج ۵ ص ۲۱۷)

اس سلسلہ میں درج ذیل احادیث سے بھی استدلال کیا جاتا ہے:

✽ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رات کے وقت قربانی کرنے سے منع فرمایا ہے۔ (طبرانی کبیر: ۱۱۲۹۶)

✽ علامہ البانی اس حدیث کے متعلق لکھتے ہیں کہ یہ روایت انتہائی ضعیف ہے۔ (ضعیف الجامع: ۶۰۱۷) اس روایت میں سلیمان بن مسلمہ بخاری متروک ہے۔ (نیل الاوطار: ج ۵ ص ۲۱۷)

✽ حسن بصری بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے رات کے وقت کھجوریں توڑنے فصل کاٹنے اور قربانی ذبح کرنے سے منع فرمایا ہے۔ (بیہقی: ج ۹ ص ۲۹۰)

یہ حدیث بھی مرسل ہے کیونکہ حسن بصری تابعی اسے صحابی کے واسطے کے بغیر براہ راست رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں۔ نیز اس میں حفص بن غیاث کی تدلیس ہے۔ (نیل الاوطار: ج ۵ ص ۲۱۷)

ہمارے رجحان کے مطابق دس ذوالحجہ کی رات کے علاوہ دیگر راتوں میں قربانی کرنا جائز ہے کیونکہ مطلق طور پر ایام کے لفظ میں دن اور رات دونوں شامل ہیں۔ البتہ دس ذوالحجہ کی رات اس میں شامل نہیں۔ واللہ اعلم!

توحید الہی کا حج سے تعلق



ترجمہ: جناب محمد ارجل بھٹی / محمد عاطف الیاس ————— نظر ثانی: جناب حافظ عبدالحمید ازہر

حمد و ثناء کے بعد:

اے امت اسلام! بہترین آغاز لکھنے کے لیے بہترین موضوع اور زندگی میں اپنائی جانے کی سب سے بڑی حق دار توحید باری تعالیٰ ہے۔ توحید خالص یہ جان لینا ہے کہ اللہ ہی کے ہاتھ میں زمین و آسمان کے خزانے ہیں، وہ جسے چاہتا ہے، فضل و احسان عطا فرماتا اور عزت سے نوازتا ہے اور جسے چاہتا ہے، عدل کے تقاضے کے مطابق ذلیل و خوار کر ڈالتا ہے۔ جسے چاہتا ہے بلندی عطا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے رسوا کر چھوڑتا ہے۔

﴿وَهُوَ الَّذِي فِي السَّمَاءِ إِلَهٌ وَفِي الْأَرْضِ إِلَهٌ﴾

”وہی ایک آسمان میں بھی اللہ ہے اور زمین میں

بھی اللہ“ (الزخرف: 84)

اللہ تعالیٰ ہر شے کا علم رکھتا ہے اور ہر شے پر

قدرت بھی رکھتا ہے۔ زمین پر چلنے والی یا آسمان میں اڑنے والی کوئی چیز

اللہ کے علم اور قدرت سے باہر نہیں۔ درخت سے گرنے والا کوئی پتہ ایسا

نہیں جس کا اللہ کو علم نہیں۔ زمین میں جانے والی یا زمین سے نکلنے والی، آسمان سے نازل

ہونے والی یا آسمان کی طرف چڑھنے والی کوئی شے ایسی

نہیں جو اللہ کے علم اور قدرت کے دائرے میں نہ ہو۔ بحر

وہر کے تاریک پردوں میں کوئی ایسا دانہ نہیں جس سے وہ با

خبر نہیں۔ خشک و تر سب ایک کھلی کتاب میں لکھا ہوا

ہے۔ ارشاد باری ہے:

﴿ذُكِرْكُمْ اللَّهُ رَبِّكُمْ ۚ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ۚ خَالِقُ كُلِّ

شَيْءٍ ۚ فَاعْبُدُوهُ ۚ﴾ (الانعام: 102)

”یہ ہے اللہ تمہارا رب، اس کے سوا کوئی اللہ نہیں،

ہر چیز کا خالق ہے، لہذا تم اسی کی بندگی کرو“

اللہ! ہر شے سے عظیم تر اور ہر چیز سے بڑا ہے۔

اس نے مخلوقات کو اپنی عزت میں اضافے یا اپنی مخلوق کی

تعداد بڑھانے کے لیے نہیں پیدا فرمایا، بلکہ اپنی عبادت

اور توحید کے لیے پیدا فرمایا ہے۔ تاکہ ساری مخلوقات دل

و جان اور اعمال میں صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کی

طرف متوجہ ہوں۔ ارشاد باری ہے:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾

”میں نے جنوں اور انسانوں کو اس کے سوا کسی

کام کے لیے پیدا نہیں کیا ہے کہ وہ میری بندگی

کریں۔“ (الذاریات)

اے امت اسلامیہ! اعلیٰ ترین مقصد، اہم ترین

غرض، سب سے بڑا مسئلہ اور رسولوں کی دعوت کا مرکز و

محور خالص توحید کا قیام عمل میں لانا اور اللہ تعالیٰ کی

ربوبیت اور الوہیت میں توحید کا اقرار کرنا ہے۔ توحید

دنیا کا اور انسانی زندگی کا سب سے بڑا مسئلہ ہے، توحید

قرآن کا راز اور اس کی بنیاد ہے۔ زمین و آسمان بنانے،

اسلی ترین مقصد، اہم ترین غرض، سب سے بڑا مسئلہ اور رسولوں کی

دعوت کا مرکز و محور خالص توحید کا قیام عمل میں لانا اور اللہ

تعالیٰ کی ربوبیت اور الوہیت میں توحید کا اقرار کرنا ہے۔

تھا۔ آپ ﷺ نے اس لفظ کو مکہ کی گلیوں اور وادیوں میں

بلند کیا، مکہ والوں کی محفلوں اور اجتماع گاہوں میں بلند کیا،

مختلف قبیلوں کے حاجیوں کے سامنے پیش کیا اور سبھی کو اللہ

وجدہ لا شریک کی عبادت کرنے کی دعوت دی، نیت اور

اعمال اللہ کے لیے خالص کرنے کی دعوت دی اور دعوت

توحید مشرکین مکہ کے سامنے پیش کی جس پر ان کا جواب

اللہ نے یوں نقل فرمایا ہے:

﴿اجْعَلِ الْاِلٰهَةَ الْهَآ وَاحِدًا ۚ إِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ

عَجَابٌ ۝﴾ (ص)

”کیا اس نے سارے معبودوں کی جگہ بس ایک

ہی معبود بنا ڈالا؟ یہ تو بڑی عجیب بات ہے۔“

امام احمد کی کتاب مسند اور صحیح بخاری و صحیح مسلم میں

روایت ہے کہ آپ ﷺ نے سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا اور

میزان نصب کرنے، جنت اور جہنم بنانے، رسول بھیجنے،

انبیا مبعوث کرنے، کتابیں نازل کرنے اور علم جہاد بلند

کرنے کا مقصد دنیا میں توحید کا قیام اور دلوں میں توحید کو

جاگزین کرنا ہے۔

در اصل توحید، اولین حق ہے، بندہ پر عائد کیا

جانے والا اللہ کا سب سے عظیم حق ہے۔ یہی بہترین

راستہ، رسولوں کی دعوت کا آغاز اور انبیا کی دعوت کی ابتدا

ہے۔ ارشاد باری ہے:

﴿اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلٰهٍ غَيْرُهُ﴾

”اللہ کی بندگی کرو، اُس کے سوا تمہارا کوئی معبود

نہیں ہے۔“ (الاعراف: 59)

تمام انبیا اور رسولوں کی دعوت بڑے منظم انداز

میں اسی عظیم بنیاد پر قائم کی گئی ہے۔

انہیں عظیم نصیحت فرمائی۔ ایسی نصیحت جو داعیوں اور مصلحین کا طرہ امتیاز ہے۔ انہیں نصیحت فرمائی کہ دعوت کا آغاز توحید سے کریں، توحید کو دعوت کی بنیاد، اس کی روح اور اساس بنائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تمہارا واسطہ اہل کتاب سے پڑے گا، چنانچہ سب سے پہلے تم انہیں توحید کی دعوت دینا۔“ ایک دوسری روایت میں ہے: ”جب تم وہاں پہنچو، تو انہیں لا الہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ کی طرف بلانا۔“

امام احمد اور امام ابو داؤد نے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص کا آخری کلام، لا الہ الا اللہ ہو، وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔“

توحید اسلام کی ابتدا اور انتہا ہے اور دعوت کا اول و آخر ہے۔ سارا قرآن شروع سے لے کر آخر تک توحید کی دعوت پر، حقیقت توحید پر اور توحید کی مختلف اقسام کے بیان پر مشتمل ہے۔ قرآن کریم میں عقول کی تربیت توحید کے ذریعے کی گئی اور توحید کی بنا پر عائد ہونے والے واجبات کی طرف اشارہ کیا گیا

اور توحید کے لوازمات پورے کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ قرآن مجید توحید کے احکام و مسائل، اہل توحید کے اخلاق و آداب اور اعلیٰ صفات کے بیان پر مشتمل ہے۔ اس میں اہل توحید کے لیے تیار کردہ انعامات اور بہترین جزا کا ذکر ہے۔

قرآن کریم میں شرک کی مختلف صورتوں سے بچنے کی تلقین بھی کی گئی ہے۔ فرمان الہی ہے:

﴿إِنَّكَ مِنْ يَشْرِكُ بِإِلَهِهِ فَقَدْ خَوَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَا لَهُ النَّارُ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَابٍ﴾ (المائدہ)

”جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا اُس پر اللہ نے جنت حرام کر دی اور اُس کا ٹھکانا جہنم ہے اور ایسے ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔“

حاصل کلام یہ ہے کہ قرآن کریم جو اللہ کی آخری کتاب ہے اور انسانیت کے نام آخری نصیحت ہے توحید کے حقوق، واجبات اور خلاف توحید امور کے بیان پر مشتمل ہے۔ مسلمانو! یہ سب جان لینے کے بعد کچھ بھی عجیب نہیں ہونا چاہیے اور بالکل حیرانی نہیں ہونی چاہئے کہ توحید کو قرآن کریم کا راز اور ایمان کا محور و مرکز قرار دیا

جائے جیسا کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور امام ابن القیم نے قرار دیا ہے۔

اے مسلمانو! توحید کی وہ حقیقت جس کی طرف تمام انبیاء نے دعوت دی ہے، وہ عبادت کی تمام شکلوں اور ساری قسموں کو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے لیے خالص کرنے، دل و جان سے اور عمل سے اللہ کی طرف متوجہ ہونے اور اللہ تعالیٰ کے اسماء اور صفات کو جاننے کا نام ہے۔ جب انسان کے دل میں توحید ٹھیک طرح سے بیٹھ جاتی ہے تو وہ دل و جان سے صرف اور صرف اللہ کی طرف متوجہ ہو جاتا اور اللہ کے علاوہ تمام معبودوں سے لاتعلقی ہو جاتا ہے۔ وہ نفس کی بندگی سے، شبہات کی اتباع سے، لالچ اور شہوت کی پیروی سے بے زار ہو جاتا ہے۔ مخلوق کی بندگی سے، مخلوق کے ڈر، ان سے امید اور ان سے توقعات وابستہ کرنے سے نجات پالیتا ہے۔ پھر دلوں میں یقین راسخ ہو جاتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی رزق دینے والا

اللہ کے بندو! توحید اور درست عقیدہ ہی دراصل فتنوں کے طوفان میں نجات کی کشتی ہے۔ اس کشتی کے سوار ہی نجات پاتے اور ظلم و شرک اور بت پرستی کے اندھیروں سے نجات پاتے ہیں۔

نہیں ہے، جہان کے سارے معاملات چلانے والا مدبر اللہ کے سوا کوئی نہیں۔ مدد اور نصرت کرنے والا، روک لینے یا عطا کرنے والا، عزت اور ذلت دینے والا، زندہ اور مردہ کرنے والا صرف اور صرف اللہ وحدہ لا شریک ہے، اس کے سوا کوئی نہیں۔

جب ایمان کی یہ حقیقت، توحید اور اللہ کی تعظیم دل میں پوری طرح راسخ ہو جاتی ہے تو دل پاکیزہ، پر نور اور روشن ہو جاتا ہے۔ پھر وہ دنیا کی اصلی حقیقت اور دنیا میں اپنا مقام جان لیتا ہے اور سکنت بھرے دل سے خوشی اور سعادت سے مالا مال زندگی بسر کرتا ہے اور اس کی صبح و شام بغیر کسی فکر یا رنج کے بسر ہونے لگتی ہے۔

پھر جب وہ مانگتا ہے تو صرف اور صرف اللہ سے، مدد طلب کرتا ہے تو صرف اور صرف اللہ سے، بھروسہ کرتا ہے تو صرف اور صرف اللہ پر، امید رکھتا ہے تو صرف اور صرف اللہ سے، ڈرتا ہے تو بس اللہ وحدہ لا شریک سے، دیتا یا روکتا ہے، ناراض ہوتا یا راضی ہوتا ہے، دشمنی یا

دوستی کرتا ہے تو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے لیے۔

مسلمانو! توحید دراصل سر تسلیم خم کرنے کا، حکم الہی کے مخالف خواہشات کچل دینے کا، آیات و احادیث کے خلاف ہر قول سے براءت کا اور شریعت و تقدیر پر اعتراض سے باز رہنے کا نام ہے۔ کچی توحید تو دل کو پاک کر دیتی ہے اور اسے بیماریوں اور آفتوں سے محفوظ کر دیتی ہے۔ کچی توحید کے ذریعے ہی انسان کمال کے مراحل طے کرتا ہے اور ایسی روشن شمع بن جاتا ہے کہ جس پر زمین و آسمان کا کوئی فتنہ اثر انداز نہیں ہو سکتا۔

مسلمانو! اللہ کے بندو! توحید اور درست عقیدہ ہی دراصل فتنوں کے طوفان میں نجات کی کشتی ہے۔ اس کشتی کے سوار ہی نجات پاتے اور ظلم و شرک اور بت پرستی کے اندھیروں سے نجات پاتے ہیں۔ بے دینی میں بہکنے سے اور اللہ سے دوری کی مصیبتوں سے بچ جاتا ہے۔ نفس کی بدبختی سے نجات حاصل کر لیتا ہے جو اللہ کو رب، اللہ، مدبر اور حکیم نہ ماننے کی صورت میں لازم ہو جاتی ہے۔

آل فرعون کے مؤمن بندے کی تقریر میں ہمارے لیے بڑی عبرت ہے، یقیناً بہت عظیم عبرت ہے، جب اس نے اپنی قوم کو پکارا، اللہ تعالیٰ نے اس کی تقریر نقل فرماتے ہوئے فرمایا:

”اے قوم، آخر یہ کیا ماجرا ہے کہ میں تو تم لوگوں کو نجات کی طرف بلاتا ہوں اور تم لوگ مجھے آگ کی طرف دعوت دیتے ہو! تم مجھے اس بات کی دعوت دیتے ہو کہ میں اللہ سے کفر کروں اور اس کے ساتھ اُن ہستیوں کو شریک ٹھہراؤں جنہیں میں نہیں جانتا، حالانکہ میں تمہیں اُس زبردست مغفرت کرنے والے خدا کی طرف بلا رہا ہوں۔ نہیں، حق یہ ہے اور اس کے خلاف نہیں ہو سکتا کہ جن کی طرف تم مجھے بلا رہے ہو اُن کے لیے نہ دنیا میں کوئی دعوت ہے نہ آخرت میں، اور ہم سب کو پلٹنا اللہ ہی کی طرف ہے، اور حد سے گزرنے والے آگ میں جانے والے ہیں۔ آج جو کچھ میں کہہ رہا ہوں، عنقریب وہ وقت آئے گا جب تم اُسے یاد کرو گے اور میں اپنا معاملہ اللہ

کے سپرد کرتا ہوں، وہ اپنے بندوں کا نگہبان ہے۔“ (نافر: 41-44)

دوسرا خطبہ

حمد وثناء کے بعد:

اے امت اسلام! توحید اللہ تعالیٰ کی جانب سے وہ فطرت ہے جس پر سارے انسانوں کو پیدا کیا گیا ہے۔ توحید جیسا انصاف پسند اور شاندار دوسرا کوئی نظام موجود ہی نہیں ہے۔ جیسا کہ شرک سب سے نجس اور خبیث نظام ہے۔ سب سے بڑا ظلم ہے اور یہ انسانیت کے لیے قطعی اجنبی اور غیر فطری چیز ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو ملت توحید پر پیدا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد سے پختہ وعدہ لیا تھا کہ وہ اس کی توحید پر گامزن رہیں گے اور اس کے ساتھ شریک نہیں کریں گے۔ آدم علیہ السلام کے بعد دس صدیوں تک لوگ توحید پر قائم رہے۔ (یہ تفسیر سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کی ہے۔)

پھر شیطان نے لوگوں کو گمراہ کر دیا، ان کی فطرت اور عقل کو بگاڑ دیا پھر ایسی نسلیں پیدا ہوئیں جو اللہ کی عبادت چھوڑ کر ستاروں، جنوں، شیطانوں، قبروں اور مزاروں کے

پجاری بن گئے۔ شرک، الحاد اور خرافات نے ان کی عقلیں برباد کر دیں۔ ان کے نظریات و افکار گمراہ ہو گئے اور بے شمار لوگ بے ہودہ اور خطرناک خیالات و نظریات اور فلسفے کے پیروکار بن گئے۔

لوگوں نے عقیدہ کے متعلق گفتگو کو ناپسند کیا اور عقیدے میں دہشت گردی اور انتہاء پسندی کو ملا دیا اور ان کی خوب دیکھ بھال کی۔ پھر انتہاء پسندی کو پورے شوق سے پڑھا اور لوگوں کو پڑھایا اور اس کی دعوت دی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَحْدَهُ افْشَأَتْ قُلُوبُ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ ۚ وَإِذَا ذُكِرَ الَّذِينَ مِنْ دُونِهِ إِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُونَ﴾ (الزمر)

”جب اکیسے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو آخرت پر ایمان نہ رکھنے والوں کے دل کڑھنے لگتے ہیں، اور جب اُس کے سوا دوسروں کا ذکر ہوتا ہے تو یکایک وہ خوشی سے کھل اٹھتے ہیں۔“

انہیں علم نہیں کہ لوگوں اور دلوں کی اصلاح صرف اسی وقت ہو سکتی ہے جب اللہ ہی ان کا مولا، الہ اور رب ہو۔ مشکلات و مصائب اور ہر حال میں وہی ان کا بچاؤ و مادی اور پناہ گاہ ہو۔

اے مسلمانو! یقیناً توحید ہی وہ ناقابلِ تسخیر قلعہ ہے جس میں منحرف عقیدے، باطل افکار اور برے اخلاق و کردار سے بچنے کیلئے پناہ لی جاسکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے صحیح عقیدہ ہی وہ پناہ گاہ ہے جس میں انتہاء پسندی، غلو، تکفیر اور دہشت گردی سے پناہ لی جاسکتی ہے۔ تکفیر و دہشت گردی وہ آندھی ہے کہ جس کے نتیجے میں بے گناہوں کا خون مساجد اور دیگر جگہوں پر بہا یا گیا ہے اور مسلمان افراد، معاشروں اور حکومتوں کو کافر قرار دے دیا گیا ہے۔

کلمہ توحید ہی مسلمانوں کو مشرق و مغرب میں متحد کرتا ہے اور انہیں فرقہ بندی سے محفوظ کرتا ہے۔ ان کے

کلمہ توحید ہی مسلمانوں کو مشرق و مغرب میں متحد کرتا ہے اور انہیں فرقہ بندی سے محفوظ کرتا ہے۔ ان کے دلوں کو محبت و الفت اور شفقت و نصرت کے جذبات کے ساتھ جوڑتا ہے۔ انہیں فرقہ بندی، دشمنی اور باہمی جھگڑوں سے بچاتا ہے۔

دلوں کو محبت و الفت اور شفقت و نصرت کے جذبات کے ساتھ جوڑتا ہے۔ انہیں فرقہ بندی، دشمنی اور باہمی جھگڑوں سے بچاتا ہے۔

جب بھی امت اسلامیہ اپنی صفوں میں اتحاد و اتفاق، فتح اور کامیابی کی متمنی ہوگی۔ وہ کلمہ توحید کے بغیر ممکن نہ ہوگا۔ کلمہ توحید ہی سے مسلمان قول و عمل، سیرت و کردار اور منہج میں متحد ہو سکیں گے اور جب وہ متحد ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کے لیے نصرت و کامیابی، عزت و غلبہ اور فتح یابی کی راہیں کھول دے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَتَصَرَّوْا اللَّهَ يَتَصَرَّكُمْ وَ يُبَيِّنْ أَفْئَادَكُمْ﴾ (محمد)

”اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم مضبوط جمادے گا۔“

نیز فرمایا:

﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَ لَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ أُولَٰئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَ هُمْ يُهْتَدُونَ﴾ (الاعلام)

”حقیقت میں تو امن انہی کے لیے ہے اور راہ راست پر وہی ہیں جو ایمان لائے اور جنہوں نے اپنے ایمان کو ظلم کے ساتھ آلودہ نہیں کیا۔“

تب انہیں عقیدے، فکر و سلوک، افرادی اور معاشرتی امن و سکون اور مکمل ہدایت نصیب ہوگی جس سے ان کے دینی اور دنیاوی امور کی نگہبانی ہوگی۔ اور جب امت اسلامیہ اپنی پوری زندگی کا نظام، نظام حکومت، ذرائع ابلاغ اور مناج توحید کے حقائق پر اور شریعت کے محکم احکام پر استوار کر لے گی۔ اپنی تعلیم و تربیت، تہذیب و تمدن اور ترقی کا زینہ توحید کو بنا لے گی۔ اس دن اللہ کی قسم! جس اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں لوگوں پر انفرادی اور اجتماعی سطح پر زمین و آسمان کی برکتوں کے دروازے کھل جائیں گے وہ دافر رزق کھائیں گے اور ان کے خوف و ہراس کو امن و سکون سے بدل دیا جائے گا۔

سازشیوں کی سازشیں دم توڑ جائیں گی۔ فساد، انتہاء پسند، دہشت گرد اور قوم کو تقسیم کرنے والے ناکام و نامراد ہو جائیں گے۔

حجاج کرام! اسلام کی تمام قوی اور فعلی عبادات، اللہ تعالیٰ کی خالص توحید اور نبی کریم ﷺ کی سچی اتباع پر مبنی ہیں۔ دل میں توحید جس قدر مضبوط ہوگی، اسی قدر دیگر اعضائے جسم پوری قوت و ثبات سے اسلامی عبادات کی بجا آوری میں لگ جائیں گے۔

وہ عظیم عبادت جس میں توحید کے حقائق و انوار اور دلائل و معانی پوری آب و تاب سے جلوہ گر ہوتے ہیں وہ حج ہے۔ جسے عنقریب آپ ادا کریں گے۔ یہ اعلیٰ ترین عبادت توحید کے دلائل و براہین کا شاندار ذخیرہ ہے۔ اس کے مناسک اور اعمال واضح نشانیاں ہیں۔ یہ ایسے دلائل پر مشتمل ہے جو توحید اور حج کے باہمی مضبوط ترین رشتے کو واضح کرتے ہیں۔

کیونکہ حج کے عظیم ترین مقاصد اور ہر سال اس کی ادائیگی درحقیقت توحید الہی کا اعلان اور اسے مسلمانوں کے دلوں میں راسخ کرنے کیلئے ہے۔ تلبیہ پڑھنا، احرام

اسوۃ ابراہیمی کی یاد

تحریر: جناب مولانا محمد حنیف ندوی

مشن کی کامیابی صرف اس پر موقوف نہیں ہوتی کہ خود اس مشن میں کتنی معقولیت ہے؟ اور جو نصب العین لوگوں کے سامنے پیش کیا جا رہا ہے اس میں کتنی منطقی استواری ہے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ دیکھا یہ جاتا ہے کہ پیش کرنے والا کون ہے اور کس درجہ اس نصب العین کے لیے قربانی و ایثار کی استعداد رکھتا ہے۔ اللہ کی اس آزمائش نے خواب کا روپ دھارا اور سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے دیکھا کہ میں اپنے بیٹے کو اپنے ہاتھ سے موت کے گھاٹ اتار رہا ہوں۔ یہ دیکھنا تھا کہ سچ سچ سیدنا ابراہیم علیہ السلام اس پر تیار ہو گئے کہ اکلوتے بیٹے کی گردن پر چھری پھیر دی اور اللہ کی راہ میں اپنے جگر گوشہ کی قربانی پیش کر دی۔ کتنی بڑی قربانی ہے یہ اپنے ہاتھ اور اپنی چھری سے اس بیٹے کو ذبح کرنا جس کو کتنی ہی دعاؤں کے بعد بڑھاپے میں پایا ہے اور خدا خدا کر کے ابھی اس نے چلنا ہی سیکھا ہے۔ مگر نصب العین بھی تو کم اہم نہیں۔ ایک خدا کے تحت اقتدار کو زمین پر بچھانا اور دنیا بھر کی سطوت و خدائی کو ختم کر دینا۔ جن لوگوں نے کبھی ایسے اونچے عقیدے کے لیے زندگی وقف کی ہے وہ جانتے ہیں کہ اس راہ میں ایسے موڑ بھی آتے ہیں جب کہ اپنے مفاد کو خواہشات کو اور عزیزوں و جگر پاروں کو آزمائش میں ڈال کر اس کی حفاظت کی جاتی ہے اس لیے یہ کیونکر ممکن تھا کہ ابراہیم آزمائش میں نہ پڑے۔

یہ عید اسی تاریخی واقعہ کی یادگار ہے۔ پس اس میں مسرتوں کی نوعیت یہ نہیں

کہ آپ اُجلے اور بیش قیمت کپڑے پہنے ہوئے ہیں یا جب میں روپے لکھ کر رہے ہیں یا کہ ہزاروں جانور کئے ہیں اور منوں خون بہہ گیا اور طرح طرح کے کھانوں سے آپ کا دسترخوان آراستہ ہے۔

بلکہ مسرت و انبساط کا پیمانہ یہ ہے کہ اس حقیقت پر غور کیا جائے تو کیا آج بھی دنیا میں وہی گمراہی نہیں جس کے ازالہ کے لیے سیدنا ابراہیم علیہ السلام تشریف لائے تھے۔ کیا آج بھی پندار و غرور نے الوہیت و خدائی کی اس صورت کو اختیار نہیں کر رکھا جو نرم و داک خاصہ تھا۔ یعنی آج دنیا میں وہ جگہ کہاں ہے جہاں بادشاہت کے علم نہیں گڑے ہیں؟ جہاں ریاست کے بت نصب نہیں ہیں اور جہاں قوم و ملت کے نام پر خواہشات و آرزوؤں کے صنم

اس پر تم اس کی بڑائی کرو اور تاکم احسان مانو اور شکر و سپاس کا اظہار کرو۔“

سوال یہ ہے کہ کیا عیدین کی یہ تقریب اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ یہ خوش ہونے کے دو دن ہیں اور مسرت و اظہار مسرت کے دو مواقع ہیں۔ اور بس!..... نہیں! ایسا نہیں! مسرت و انبساط چاہے کتنی ہی فطری خواہشیں ہوں ان کی یہ اہمیت بہر آئینہ نہیں ہو سکتی کہ اسلام صرف ان کے لیے سال کے دو دن وقف کرے اور مسلمانوں کو اجازت دے کہ دوسری قوموں کی طرح عقل دہوش کے موجبات سے الگ ہو کر اور دین و اخلاق کی پابندیوں سے ہٹ کر کھیل کھیلیں اور جو جی میں آئے کر گزریں۔ کیونکہ اسلام کا اپنا ایک نظام ہے۔ فکرو عمل کے متعین سانچے ہیں اس لیے یہاں خوشی اور جوش بھی اپنی فراوانیوں کے باوجود خاص خدا

جس طرح ایک فرد کے لیے اس عالم کشاکش میں ایسے لحاظ مسرت و انبساط کا ہونا ضروری ہے جن سے کہ طبیعت کی پڑمردگی دور ہو۔ دل شادمانی و نشاط کی تازہ کیفیات سے معمور ہو جائے۔ ٹھیک اسی طرح قوموں اور جماعتوں کے سفر زندگی میں ایسے جزائر کا آنا لازمی ہے جہاں کا رخ آگے بڑھنے کے لیے پچھلی کوفت کا ازالہ کر سکے اور نئے جوش اور دلولے سے ارتقاء و عروج کی سمتوں کی طرف قدم بڑھ سکے۔ اسلام جو دین فطرت ہے انسان کی اس نفسیاتی احتیاج سے غافل ہو سکتا تھا جب کہ اس سے بھی زیادہ ایک اور نازک احتیاج کا اس کے برابر خیال رکھا ہے سچی بات تو یہ ہے کہ اس کی یہی خوبی ہے جس پر قربان ہو جانے کو دل چاہتا ہے اس کے ساتھ شدید وابستگی کو قائم و استوار رکھتی ہے کہ اس کے اوامر و نواہی کے

پورے چوکھٹے میں ایک بات بھی ایسی نہیں جس سے یہ معلوم ہو کہ یہ دل اور ضمیر کے فطری تقاضوں کی آواز ہیں بلکہ محض بیرونی اور خارجی تنحکم ہے جس کو فطرت و طبیعت انسانی کے علی الرغم

خواہ خواہ عائد کر دیا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے نبوت کے بعد جب مدینہ کو مستقر ٹھہرایا تو یہ دیکھا کہ یہاں نو روز و مہر جان دو مستقل تقریبیں عید کے طور پر منائی جاتی ہیں اور لوگ ان میں بہو و لعب کے تقاضوں کو پورا کرتے ہیں۔ نگاہ نبوت میں یہ بات سچی کہ مسلمانوں کے لیے بھی کچھ دن ایسے ہونے چاہئیں کہ جن میں یہ اس نفسیاتی اقتضا کی تکمیل کر سکیں۔ چنانچہ اس کے جواب میں عیدین کی دو تقریبیں معین ہوئیں تاکہ مسلمان اپنی انفرادیت کو قائم رکھتے ہوئے تشکر و امتنان ایزدی کا اظہار باقاعدہ کر سکیں۔

﴿وَلْيُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَاهُمْ وَلْيُكَبِّرُوا تَشْكُرُونَ﴾

”اور تاکہ اللہ نے جو تم کو راہ راست دکھادی ہے

کے لیے الٹ کر چلتے ہیں۔ لیکن یہ حدود کیا ہیں؟ اس کا جواب اس سوال کے حل ہونے پر موقوف ہے کہ کیا آپ جانتے ہیں کہ عید الاضحیٰ کی مسرت و شادمانی کی نوعیت کیا ہے؟ اور اس کے پیچھے تاریخ کی کون سی اہم اور سبق آموز کڑیاں ہیں جن کو فکر و نظر کے سامنے لانا مقصود ہے۔

سنئے! آج سے کئی ہزار برس پہلے ایک نہایت ہی جلیل القدر پیغمبر گزرے ہیں جن کا نام سیدنا ابراہیم علیہ السلام تھا۔ ان کے ذمہ یہ خدمت تھی کہ یہ اللہ کی توحید کا نعرہ بلند کریں اور پورے جزیرۃ العرب میں ایک رب العزت کی پرستش کی طرح ڈالیں۔ ذمہ داری بہت بڑی تھی اس لیے اللہ تعالیٰ نے امتحان لینا چاہا کہ ابراہیم کس قدر اس سے عہدہ برآ ہونے کی صلاحیتیں رکھتے ہیں؟ کیونکہ کسی

عشرہ ذوالحجہ و قربانی... احکام و مسائل

تحریر: جناب عبدالرشید عراقی

ایام فضیلت:

ارشاد الہی ہے:

﴿وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَاتٍ﴾
”ذوالحجہ کے دس دنوں میں اللہ کی یاد کرو۔“ (الحج)
ان دس دنوں کی اللہ کے رسول ﷺ نے بہت فضیلت بیان فرمائی ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:
سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”ذوالحجہ کے پہلے دس دنوں میں ہر نیک عمل باقی سال کے ایام سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے اس لیے کہ وہ زیادہ اللہ کو محبوب ہیں۔“ (بخاری: 969)
امام ابن حبانؒ اپنی کتاب صحیح ابن حبان میں یہ حدیث لائے ہیں:

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

”عرفہ (9/ذی الحجہ) کے دن کا روزہ رکھنے سے گزشتہ اور آئندہ یعنی دو سال کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔“ (مسلم: 1162)

گزشتہ اور آئندہ یعنی دو سال کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔“ (مسلم: 1162)

عشرہ اول ذوالحجہ میں حجامت نہ بنوائے:

ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”جس شخص کو قربانی دینا ہو وہ ذوالحجہ کا چاند دیکھ کر قربانی کرنے تک نہ اپنی حجامت بنوائے اور نہ ناخن کنوائے اور نہ کسی قسم کے بال کنوائے۔“ (مسلم: 1922)

عیدین (عید الفطر اور عید الاضحیٰ) کے مسائل:

① صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عید الفطر اور

عید الاضحیٰ پر عید گاہ تشریف لے جاتے تھے۔ سب سے پہلے آپ نماز پڑھاتے تھے پھر نماز سے فارغ ہو کر لوگوں کی طرف رخ کر کے خطبہ اور وعظ و نصیحت فرماتے تھے۔

② عیدین کی نماز بغیر اذان و اقامت کے ادا کرنا سنت نبوی ہے۔ (مسلم)

③ عیدین کی نماز سے پہلے اور بعد میں کوئی نفل نماز نہیں۔ (بخاری و مسلم)

④ عیدین کی نماز کا وقت..... رسول اللہ ﷺ عید کی نماز لوگوں کو ایسے وقت میں پڑھاتے تھے کہ سورج بقدر دو نیزے کے بلند ہوتا تھا اور عید الاضحیٰ کی نماز ایسے وقت میں پڑھاتے تھے کہ سورج بقدر ایک نیزہ کے ہوتا تھا۔ (تلخیص الحییر، ابن حجر عسقلانی)

⑤ عیدین کی نماز میں قراءت..... رسول اللہ ﷺ عیدین کی نماز میں کبھی سورہ ق اور سورہ قمر اور کبھی سورہ الاعلیٰ اور سورہ غاشیہ پڑھتے تھے۔ (مسلم)

⑥ بارش کی وجہ سے عید کی نماز مسجد میں پڑھی جاسکتی ہے۔ مولانا محمد منظور نعمانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ”رسول اللہ ﷺ کا عام معمول و دستور یہی تھا کہ آپ ﷺ عیدین کی نماز کھلے میدان میں پڑھاتے تھے، لیکن اگر بارش کی حالت ہو (یا ایسا ہی کوئی اور سبب ہو) تو عید کی نماز مسجد میں بھی پڑھی جاسکتی ہے۔ (معارف الحدیث: 3/401)

⑦ عید کی نماز کے لیے جس راستے سے عید گاہ جایا جائے واپسی میں دوسرے راستے سے واپس آنا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ کا یہ معمول تھا کہ آپ ﷺ عید کے دن راستہ بدل لیتے تھے۔ (ماخذ از معارف الحدیث جلد سوم)

قربانی کے مسائل:

① آنحضرت ﷺ کا ارشاد مبارک ہے: [سنۃ ابیکم ابراہیم] ”قربانی تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔“ رسول اللہ ﷺ نے قربانی کی سنت ابراہیمی پر مداومت اور ہمیشگی فرمائی۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

[كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَصْحِي بِكَبْشَيْنِ وَأَنَا أَصْحِي بِكَبْشَيْنِ]

حج کی قربانی خود ذبح کرنا مستحب ہے اور کسی دوسرے کو ذبح کرنے میں اپنا نائب بنانا جائز ہے اور نائب بنانے کے جواز میں اجماع ہے۔ (شرح نووی: ۱۹۲/۸)

⑧ سب گھروالوں کی طرف سے ایک قربانی کافی ہے۔ سیدنا عبداللہ بن ہشام سے روایت ہے کہ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَحِّي الشَّاةَ الْوَاحِدَةَ عَنْ جَمِيعِ اَهْلِهِ [رسول اللہ ﷺ اپنے سارے گھر والوں کی طرف سے ایک بکری کی قربانی کرتے تھے۔ (المسند: ۲۲۹/۴)]

⑨ قربانی کا جانور عربیہ سے مبرا ہو..... یعنی لنگڑا، کانام، کٹا، سینگ نہ ٹوٹا ہو، کمزور اور لاغر نہ ہو، بڑیوں کا ڈھنچا نہ ہو ایسے جانور کی قربانی جائز نہیں۔ (المسند: ۱۲۴۳)

⑩ قربانی سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی یادگار ہے سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے خواب میں دیکھا کہ میں بیٹے (اسماعیل علیہ السلام) کو ذبح کر رہا ہوں، بتاؤ تمہارا کیا خیال ہے؟ سیدنا اسماعیل علیہ السلام نے عرض کیا: ابا جان! آپ کر گزریں جو آپ کو حکم ملا ہے۔ اللہ نے چاہا تو آپ مجھے صابر پائیں گے۔

سیدنا اسماعیل علیہ السلام کا جواب آداب فرزند کی معراج ہے۔ علامہ اقبال فرماتے ہیں۔ یہ فیضان نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی سکھائے کس نے اسماعیل کو آداب فرزند کی

بارے میں سب سے زیادہ درست بات یہ ہے کہ اس کی عمر ایک سال پوری ہو چکی ہو۔ (فتح الباری: ۱۳/۱۰)

⑤ خصی اور غیر خصی دونوں قسم کے جانور قربانی کے لیے ذبح کرنا سنت مطہرہ سے ثابت ہے۔ (مجمع الزوائد: ۲۷/۲۷۹۳)

⑤ قربانی کے دن نبی اکرم ﷺ کا فرمان مبارک ہے [وَفِي كُلِّ اَيَّامِ التَّشْرِيقِ ذَبْحٌ] [تشریق کے سب دنوں میں (قربانی کا جانور) ذبح کرنا درست ہے۔ "اور عید الاضحیٰ کے بعد تشریق کے تین دن میں۔" (نیل الاوطار: ۲۱۰/۸۰)]

اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ قربانی کے چار دن میں ایک دن عید الاضحیٰ کا اور تین دن اس کے بعد یعنی نماز عید اور خطبہ عید کے بعد سے لے کر چوتھے دن کے غروب آفتاب تک کسی وقت بھی قربانی کے جانوروں کا

"نبی اکرم ﷺ دو مینڈھے ذبح کیا کرتے تھے اور میں بھی دو مینڈھے ذبح کرتا ہوں۔" (بخاری)

یہ حدیث اس بات کی واضح دلیل ہے کہ آپ ﷺ کا ہمیشہ قربانی کرنے کا معمول تھا۔ (فتح الباری: ۱۰/۱۰)

⑥ میت کی طرف سے قربانی کرنے کی اجازت ہے سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مجھے رسول اللہ ﷺ نے وصیت فرمائی کہ میں آپ کے بعد آپ کی طرف سے قربانی کرتا رہوں اس لیے میں ہمیشہ آپ کی طرف سے قربانی کرتا رہا۔ (المسند: ۱۲۷۸)

شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ فرماتے ہیں: "جس طرح میت کی طرف سے حج اور صدقہ کرنا جائز ہے اس طرح اسی کی طرف سے قربانی کرنا درست ہے میت کی طرف سے قربانی گھر میں کی جائے گی اس کی قبر پر نہ تو قربانی کا جانور ذبح کرنا جائز ہے اور نہ ہی کوئی اور جانور۔" (مجموع الفتاویٰ: ۳۰۶/۲۶)

ملا علی قاری حنفی فرماتے ہیں کہ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اگر کوئی شخص میت کی طرف سے قربانی کرے گا تو ایسا کرنا جائز ہوگا۔ (مرقاۃ المفاتیح: ۵۶۹/۳)

⑤ قربانی کے جانور کی عمر کے بارے میں ارشاد نبوی ﷺ ہے:

"دودانت والے کے علاوہ کسی اور جانور کی قربانی نہ کرو ہاں اگر دشواری پیش آئے تو دودانت سے کم عمر کا دنبہ بھی ذبح کر لو۔" (مسلم: ۱۹۶۳/۳)

اس حدیث سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ وقت اور دشواری کی حالت میں دودانت سے کم عمر والا بھیڑ، دنبے کا بچہ بطور قربانی ذبح کیا جاسکتا ہے۔ دیگر جانوروں بکری وغیرہ کے اس عمر کے بچوں کی قربانی کرنا درست نہیں۔

بھیڑ کے دودانت سے کم عمر والے بچے (جذع) کو بطور قربانی ذبح کرنے کی اجازت ہے لیکن اس کی عمر کتنی ہوگی؟ اس بارے میں علماء کی مختلف آراء ہیں۔ لیکن امام نووی شارح صحیح مسلم فرماتے ہیں کہ "جذع کی عمر کے

ارشاد نبوی ﷺ ہے:

"دودانت والے کے علاوہ کسی اور جانور کی قربانی نہ کرو ہاں اگر دشواری پیش آئے تو دودانت سے کم عمر کا دنبہ بھی ذبح کر لو۔" (مسلم: ۱۹۶۳/۳)

ذبح کرنا درست ہے۔

① قربانی نماز عید کے بعد کی جائے آنحضرت ﷺ نے نماز عید سے پہلے قربانی کرنے سے منع فرمایا ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے: "جس نے ہماری نماز پڑھی اور ہمارے قبلہ کی طرف رخ کیا وہ (نماز عید سے) واپس پلٹنے سے پہلے قربانی نہ کرے۔" (بخاری)

جس شخص نے نماز عید ادا کرنے سے پہلے قربانی کو ذبح کر دیا وہ دوبارہ ذبح کرے۔ (مسلم: ۱۹۶۲/۱۰)

⑥ قربانی کرنے والا خود اپنے ہاتھ سے جانور ذبح کرے۔ (بخاری: مسلم)

کسی دوسرے شخص سے تعاون حاصل کرنا بھی سنت مطہرہ سے ثابت ہے۔ حجۃ الوداع کے موقع پر آنحضرت ﷺ نے ۶۳ قربانیاں اپنے ہاتھ سے ذبح فرمائیں اور باقی ۳۷ قربانیاں سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ذبح کیں۔ (مسلم)

امام نووی اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ

خطبہ جمعۃ المبارک

⑤ جماعت کے مفتی ابو محمد عبدالستار الاحمد حفظہ اللہ تعالیٰ 18 ستمبر 2015ء کا خطبہ جمعۃ المبارک فیروز وٹواں میں ارشاد فرمائیں گے۔ ان شاء اللہ! احباب نے شرکت کی اپیل ہے۔

منجانب: محمد عمران مجاہد فیروز وٹواں (شیخوپورہ)

دعائے صحت

⑤ پسرور:- مرکزی جمعیت اہل حدیث کے کارکن قاری محمد مشتاق سلفی پسروری کے والد محترم محمد طفیل صاحب آجکل صاحب فراش ہیں۔ احباب جماعت ان کی صحت کاملہ کے لیے دعا فرمائیں۔

منجانب: مفتی کفایت اللہ شاکر



جج کے مبارک ایام میں ہمیں اللہ تعالیٰ کی اس کھلت کا اندازہ ہوتا ہے کہ کس طرح اس نے مختلف مقامات، اوقات اور عبادات کو ایک دوسرے پر فضیلت بخشی۔ ساتھ ہی ساتھ ابوالانبیاء سیدنا ابراہیم علیہ السلام آپ کے صاحبزادے اور ان کی والدہ محترمہ سیدہ ہاجرہ علیہا السلام کے ساتھ بیٹے واقعات کی یاد بھی تازہ ہو جاتی ہے کہ کیسے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے حکم کی تعمیل میں اپنے لخت جگر کو مکہ کے بے آب و گیاہ میدان میں چھوڑ گئے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام شیر خوار اسماعیل اور ان کی والدہ ماجدہ کو ساتھ لے آئے اور کعبۃ اللہ کے پاس ”روح“ مقام پر زم زم کے (کنویں کے) اوپری جانب مسجد کے بالائی حصے میں چھوڑ گئے۔ اس وقت وہاں نہ پانی تھا اور نہ کوئی آدم زاد

دونوں کو وہاں بٹھایا۔ ایک تھیلی اور برتن تھمایا جس میں تھوڑا پانی اور تھوڑی کھجوریں تھیں اور واپس چل دیئے۔ جانے لگے تو ام اسماعیل پیچھے پیچھے ہو لیں اور پوچھا: ”اے ابراہیم! ہمیں

اس وادی میں جہاں نہ کوئی موٹس اور نہ ہی کوئی چیز ہے چھوڑ کر کہاں جا رہے ہیں؟“ بار بار پوچھا، مگر سیدنا ابراہیم علیہ السلام ہیں کہ کوئی جواب تو درکنار مڑ کر بھی نہیں دیکھ رہے تھے۔ بالآخر انہوں نے یہ پوچھا: ”کیا اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہے؟“ تب سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: ”ہاں“ کہنے لگیں: ”تب ہمیں اللہ ضائع نہیں کرے گا۔“ پھر بچے کی طرف پلٹ آئیں۔

سیدنا ابراہیم علیہ السلام چلتے چلتے ”حنیہ“ مقام پر پہنچے اور شفقت کے جذبات سے مغلوب ہو کر مڑ کر نظر دوڑائی سیدہ ہاجرہ اور سیدنا اسماعیل اوجھل ہو چکے تھے۔ کعبہ رخ ہو کر دونوں ہاتھ اوپر اٹھائے اور یہ دعا فرمائی:

”اے رب! میں نے بسایا ہے اپنی اولاد کو ایسے

میدان میں جہاں کھیتی نہیں تیرے محترم گھر کے پاس اے ہمارے رب! تاکہ یہ نماز قائم کریں تو لوگوں کے دل ان کی طرف مائل رکھ انہیں میوؤں سے روزی دے تاکہ وہ شکر کریں۔“ (ابراہیم: ۳۷)

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا دیا پانی جب ختم ہو گیا تو دونوں پیاسے ہو گئے، ماں نے لخت جگر پر پے تانا نہ نگاہ ڈالی صفا پر کھڑی ہوئیں اس پار تا حد نظر کوئی دکھائی نہ دیا، نیچے اتریں جب وادی کے دامن میں پہنچیں تو زور لگا کر مروہ پر چڑھ گئیں اس پار بھی تا حد نظر کوئی دکھائی نہ دیا اسی طرح سات مرتبہ ادھر سے ادھر آتی جاتی رہیں۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دونوں (پہاڑیوں) کے درمیان لوگوں کی سعی (میکی) ہے۔“ جب وہ مروہ پر پہنچیں

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ ام اسماعیل پر رحم فرمائے! اگر زم زم یونہی چھوڑ دیتیں یا فرمایا کہ چلو نہ بھرتیں تو زم زم بہتا چشمہ ہوتا۔“

تو ایک آہٹ سنائی دی خود گویائی کے انداز میں کہنے لگیں ”چپ“ پھر آہٹ آئی تو کہنے لگیں: ”گلتا ہے ہمارے لیے کوئی غیبی مدد آئی ہے۔“ کیا دیکھتی ہیں کہ فرشتے (جبریل علیہ السلام) زم زم کے پاس کھڑے ہیں راوی کہتے ہیں کہ (فرشتے نے) اپنی ایڑی یا بازو سے زمین کریدی پانی نکل آیا سیدہ ہاجرہ علیہا السلام پانی کو ہاتھوں سے روکتی تھیں اور چلو بھر بھر کر برتن میں ڈالتی بھی جاتی تھیں اور پانی ہے کہ فوارے مار رہا ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ ام اسماعیل پر رحم فرمائے! اگر زم زم یونہی چھوڑ دیتیں یا فرمایا کہ چلو نہ بھرتیں تو زم زم بہتا چشمہ ہوتا۔“ راوی کہتے ہیں کہ سیدہ ہاجرہ علیہا السلام نے زم

زم خود پیا اپنے شیر خوار کو پلایا۔“ کعبہ کی عمارت سطح زمین سے نیلے کی طرح بلند تھی جب سیلاب آتے تو دیواروں کو نقصان پہنچتا، کچھ عرصہ بعد قبیلہ جرہم کے کچھ لوگ ”کدوا“ کے راستے آئے اور نشیبی مکہ میں قیام کیا انہیں ایک پرندہ نظر آیا کہنے لگے: ”ایک عرصہ سے ہم اس وادی سے واقف ہیں اور ہمیں معلوم ہے کہ یہاں پانی کا نشان تک نہیں اور یہ پرندہ تو پانی کے ارد گرد ہی چکر کاٹتا ہے۔ پھر انہوں نے ایک یادو اشخاص کو دوڑایا کہ پانی کی خبر لے آئیں۔ راوی کہتے ہیں کہ جب وہ زم زم کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ سیدہ ام اسماعیل وہاں ہیں پوچھا ”ہمیں اجازت ہے کہ ہم یہاں پڑاؤ ڈالیں؟ بولیں“ (ضرور) کیوں نہیں لیکن پانی پر میرا حق ہوگا۔“ کہنے لگے: ”ٹھیک ہے۔“

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”ام اسماعیل نسبت پسند (مانوس طبع) تھیں انہیں قبیلہ جرہم کا آنا اچھا لگا وہ آگئے تو پھر اپنے اہل و عیال کو بھی بلا لیا اس طرح بہت سے گھرانے جمع ہو گئے۔ لڑکا پلا بڑھا، اہل جرہم سے عربی سیکھی جب جوان ہوئے تو ایسے منظور نظر ہو گئے کہ انہی کی ایک خاتون سے بیاہے گئے۔

لہذا شکر تم لازیدکم:

سیدہ ہاجرہ علیہا السلام کے ایمان، استقامت اور اللہ کی خالص بندگی کے جذبہ کا اندازہ ان کے اس جواب سے لگائیے کہ ”تب تو ہمیں اللہ ضائع نہیں کرے گا۔“ بطور اس کی جزا کہ اللہ نے اپنی نعمت اور رحمت زم زم کی شکل میں انہیں دی۔ یہی سبق ہمیں آب زم زم اور قبیلہ جرہم سے ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے ایسے بندوں کو اسی طرح نوازتا ہے لیکن وہ راہ راست سے ہٹنے لگیں زمین میں فساد برپا کریں تو پھر نعمتیں ان سے چھین لی جاتی ہیں برکت اٹھا لی جاتی ہے اور خیر کو الٹ کر نعت قسمت بنا دی جاتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ”اللہ کسی قوم پر اپنی نچھاور کردہ نعمت کو لے نہیں لیتا جب تک کہ وہ خود اپنے رویہ میں تبدیلی نہ لے آئے۔“

سرورِ عبدالمطلب اور زم زم کی دوبارہ کھدائی:

سیدنا اسماعیل علیہ السلام کے بعد کعبہ کی تولیت ان کے

فرزند کے حصہ میں آئی اور بنو جہم متولی ہوئے، کچھ عرصہ بعد مکہ کی حرمت کا انہیں خیال نہ رہا، ہر نو وارد پر ظلم ڈھاتے اور کعبہ پر چڑھائی جانے والی نذر اپنے لیے حلال کر لیتے، نتیجتاً اپنا وقار کھو بیٹھے، قبیلہ خزاعہ نے ان پر غلبہ پا کر انہیں دیس نکالا دیا۔ زمانہ جاہلیت میں بھی مکہ کی سر زمین اپنے اوپر کسی ظلم اور تعدی کو برداشت نہیں کرتی تھی۔ بنو جہم زم زم کا کنواں مٹی سے ڈھانک گئے، جس سے اس کا پانی خشک ہو گیا، زمانے نے کنی کروٹیں لیں، آخر کار اللہ تعالیٰ نے سردار عبدالمطلب کے ہاتھوں اس چشمے کی دوبارہ کھدائی کا انتظام فرمایا، جن کے زمانے تک اس کے آثار مٹ چکے تھے۔

سردار عبدالمطلب کا خواب اور قریش کی ان سے دشمنی:

سردار عبدالمطلب نے سقایہ کا فرض منصبی اسی خوش اسلوبی سے انجام دیا اور حجاج بیت اللہ کی ویسی ہی خدمت کی جیسی آپ کے آباء و اجداد کرتے آئے

تھے اور قوم نے بھی آپ کی بے مثال عزت افزائی کی کہ آپ کے علاوہ کسی اور کو اپنا سردار سمجھتے نہ تھے۔ ایک مرتبہ آپ حلیم (کعبہ کا غیر عمارتی حصہ) کے اندر آرام فرما رہے تھے جیسا کہ سیرت کی کتابوں میں ذکر آیا ہے کہ

ایک شخص خواب میں آیا اور کہنے لگا ”طیبہ کھود ڈالو“ دوسرے دن آیا تو کہنے لگا ”برہ کھود ڈالو“ تیسرے دن کہا ”معضونہ کھود ڈالو“ اور چوتھی مرتبہ کہا ”زم زم“ سردار عبدالمطلب نے پوچھا: ”زم زم کیا ہے؟“ جواباً کہا: ”نہ کبھی خشک ہوتا ہے اور نہ کم۔“ حجاج کا جم غفیر اس سے سیراب ہوتا ہے وہ فضلہ اور خون کے پتھوں بیچ ہے اور وہ سفیدی مائل کوئے کی ٹھونگی کی جگہ جیونیوں کے بھٹ کے پاس ہے۔“

نو وارد نے جب اتنا کچھ بتایا، جگہ کی نشاندہی بھی کر دی تو سردار عبدالمطلب کدال اٹھائے اپنے بیٹے حارث کو ساتھ لیے چلے وہاں پہنچ کر کدال ماری تو قریش جھگڑنے لگے کہ یہ تو ان کے باپ سیدنا اسماعیل کا کنواں ہے اس میں انہیں بھی حصہ ملے، سردار عبدالمطلب کے انکار پر فریقین نے ملک شام کے قبیلہ سعد بن ہذیم کی ایک خاتون جو کہ کاہنہ تھی اپنا فیصلہ بنایا، دوران سفر وہ سب کے سب ایک جگہ خیمہ زن تھے کہ زادراہ ختم ہو گیا، پریشانی بڑھ گئی، سردار عبدالمطلب کہنے لگے: ”چلو آگے

چلتے ہیں شاید کوئی پانی مل جائے۔“ یہ کہہ کر اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے، وہ جونہی اٹھی اس کے نیچے سے میٹھے پانی کا چشمہ ابل پڑا، سردار عبدالمطلب خوشی سے جھوم اٹھے، سارے لوگوں میں جان آگئی، سب نے وہیں پڑاؤ کیا، پیاس بجھائی، مشکیں بھریں، قریش کے اور قبائل کو وہیں بلا لیا وہ آئے، سیراب ہوئے اور کہنے لگے عبدالمطلب! خدا کی قسم تم نے بازی جیت لی، آئندہ زم زم کے مسئلہ پر ہم آپ سے کبھی نہیں جھگڑیں گے، قسم اس خدا کی جس نے اس چٹیل میدان میں آپ کو سیراب کیا، اسی نے آپ کو زم زم سے بھی نوازا ہے، یہ سکون خاطر اپنی امانت سنبھالو۔

اس طرح فریقین ہنسی خوشی بغیر کاہنہ کی ناشی کے یہیں سے مکہ لوٹ چلے اور سردار عبدالمطلب نے نام زیت حجاج بیت اللہ کی سقایت کے لیے خود کو وقف کر دیا۔

زم زم سے سینہ اطہر کی صفائی:

ایک عرصہ بعد جب خاتم الانبیاء والمرسلین توحید کا

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”روئے زمین پر بہترین پانی زم زم ہے، وہ بھوک مٹاتا اور بیماری کا علاج بھی ہے۔“

پرچم لہراتے دنیا میں نمودار ہوئے اور اللہ صاحب عرش عظیم نے بطور معجزہ آپ کو اسراء اور معراج سے نوازا اس وقت بطور مقدمہ آپ ﷺ کے سینہ اطہر کو زم زم سے دھویا گیا۔

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میرے گھر کی چھت کھلی، اس وقت میں مکہ میں تھا، سیدنا جبریل علیہ السلام اترے میرا سینہ چاک کیا اور اسے زم زم سے دھویا، پھر ایک سونے کا طشت ایمان و حکمت سے بھرا میرے سینے میں انڈیل کر سل دیا، بعد ازاں میرا ہاتھ تمام کر آسمان دنیا کی طرف چل پڑے وہاں پہنچ کر سیدنا جبریل علیہ السلام داروغہ آسمان سے گویا ہوئے ”دروازہ کھولے“ آواز آئی ”یہ کون ہیں؟“ جواب دیا ”یہ جبریل ہے“ آواز آئی ”کیا آپ کے ساتھ کوئی ہیں؟“ کہا: ”ہاں! میرے ساتھ محمد ﷺ ہیں۔“ آواز آئی: ”کیا آپ مدعو کیے گئے ہیں؟“ کہا: ”جی ہاں!“

زم زم اور سنن حج:

بہشت کے وقت حجاج بیت اللہ زم زم سے سیراب ہوتے تھے، آپ ﷺ کے چچا سیدنا عباس رضی اللہ عنہ اس پر

مامور تھے نبی اکرم ﷺ نے اس سقایت کو عمل صالح قرار دیا اور انہیں اس پر ابھارا بھی۔

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اس مقام پر تشریف لائے جہاں سیدنا عباس رضی اللہ عنہ لوگوں کو زم زم پلا رہے تھے۔ آپ ﷺ نے بھی طلب فرمایا، سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادے سے کہا ”فصل! اپنی والدہ کے ہاں جانا اور ان سے زم زم لے آ جانا۔“ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے یہیں سے دیں۔“ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: ”اے اللہ کے رسول! لوگ اس میں ہاتھ ڈوب دیتے ہیں۔“ فرمایا: ”(یہیں سے) پلائیے۔“ جب پی چکے تو (زم زم کے) کنویں کے پاس تشریف لے گئے جہاں بنو عبدالمطلب پانی سینچنے اور پلانے میں منہمک تھے۔ انہوں نے دیکھ کر فرمایا: ”کیے جاؤ بڑا ہی بہترین کام ہے، اگر لوگ تم پر غلبہ نہ کر لیتے تو میں بھی اتر پڑتا اور اس (اپنے کندھے مبارک کی طرف اشارہ فرمایا) پر رکھتا۔“ آپ ﷺ کے اس جملے ”اگر لوگ تم پر غلبہ نہ کر لیتے۔“ کا مطلب یہ ہے کہ لوگ میری اقتداء میں تم پر اس قدر ٹوٹ پڑتے کہ تمہیں مشکل میں ڈال دیتے۔

اس حدیث کی تائید امام مسلم کی ذکر کردہ حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں آیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ بنو عبدالمطلب کے پاس آئے وہ لوگوں کو زم زم پلا رہے تھے۔ آپ نے انہیں فرمایا: ”اے بنو عبدالمطلب! سنیو! اگر لوگوں کے ٹوٹ پڑنے کا ڈر نہ ہوتا تو میں بھی سینچتا۔“

رسول اللہ ﷺ نے زم زم پیا اور یہ حج کی سنتوں میں سے ہے۔ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہتے ہیں: ”میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو زم زم دیا، آپ ﷺ نے کھڑے کھڑے ہی نوش فرمایا، مصنف میں حضرت طاؤس کہتے ہیں: ”زم زم کے چسکے (کی مٹھاس) پر حج مکمل ہوتا ہے۔“ حضرت عطاء کہتے ہیں: ”میں نے حضرت طاؤس کو زم زم پی کر ہونٹ چاٹتے دیکھا۔“

زم زم پینے کی ترغیب:

زم زم پینے کی ترغیب اس کی فضیلت اور فوائد کے متعلق آنحضور ﷺ سے بے شمار احادیث وارد ہوئی ہیں۔ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”روئے زمین پر بہترین پانی زم زم ہے، وہ بھوک مٹاتا اور بیماری کا علاج بھی ہے۔“ حقیقت

صورتیں ہیں۔

اے حجاج کرام! تیار ہو جائیے موسم حج، یعنی توحید الہی کی عظیم علامت اور عقیدہ اسلامی کا عظیم الشان سبق آ رہا ہے۔ تیار ہو جائیے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرَاهِيمَ مَكَانَ الْبَيْتِ أَنْ لَا تُشْرِكْ بِي شَيْئًا وَطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْقَائِمِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ﴾ (الحج)

”یاد کرو وہ وقت جب ہم نے ابراہیم کے لیے اس گھر (خانہ کعبہ) کی جگہ تجویز کی تھی (اس ہدایت کے ساتھ) کہ میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرو، اور میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور قیام و رکوع و سجود کرنے والوں کے لیے پاک رکھو۔“

اے اللہ! ہمیں معاف کر دے، ہم پر رحم فرما۔ ہمیں عافیت سے نواز دے اور ہم سے درگزر فرما۔ ہمیں رزق عطا کر۔ ہماری کمی پوری کر دے۔ ہمیں بلندیاں عطا کر اور زوال سے محفوظ فرما۔ اے ہمارے رب ہماری توبہ قبول فرما۔ ہمارے گناہ معاف کر دے۔ ہمارے دلوں کو ہدایت یافتہ کر دے اور ہماری حجت ثابت کر دے۔ ہماری زبان کو سیدھا کر دے اور ہمارے سینوں کی میل دور کر دے۔ اے ارحم الراحمین!

بَیِّنَاتُ الْإِسْلَامِ

سیدنا اسماعیل بن زید رحمہ اللہ

قیامت گوند اپنی ماں کی خدمت میں پیش کیا۔ لوگوں نے ان سے پوچھا: آپ نے اتنا قیمتی درخت کیوں کاٹ دیا؟ فرمایا: بات یہ ہے کہ میری والدہ نے مجھ سے بخار کھانے کی خواہش ظاہر فرمائی تھی۔ میرا معمول یہ ہے کہ جب بھی میری ماں کسی چیز کی خواہش کرتی ہیں میں وہ چیز حدامکان تک والدہ کی خدمت میں ضرور پیش کرتا ہوں چنانچہ ان کی طرف سے جمار کھانے کی خواہش کی تکمیل کے لیے میں نے بھجور کا درخت کٹوا دیا۔

سیدنا اسماعیل بن زید رحمہ اللہ، رسول اللہ ﷺ کے انتقال کے بعد وادیِ قرنیٰ میں مقیم ہو گئے تھے۔ اس وقت ان کی عمر بیس سال کی تھی بعد ازاں انہوں نے مدینہ منورہ میں سکونت اختیار کر لی۔ مدینہ سے تین میل کے فاصلے پر مقام جرف میں آپ کا انتقال ہو گیا۔ آپ کی وفات سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت کے اخیر میں، یعنی سن ۵۸ یا ۵۹ ہجری میں ہوئی۔ وہاں سے آپ کی میت مدینہ منورہ لائی گئی اور وہیں دفن کیے گئے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃً واسعۃً!

اَسْوَدُ اِبْرَاهیمی کی یاد

بَیِّنَاتُ الْإِسْلَامِ

خانے آباد نہیں ہیں۔ کیا کہیں اللہ کے دین کو نافذ کرنے کی آزادی ہے؟ کسی گوشے میں اللہ کے کلمے کو بلند کرنے کے مواقع میسر ہیں؟ اگر نہیں تو پھر دریافت طلب چیز یہ ہے کہ اسوہ ابراہیمی کو کیوں زندہ نہ کیا جائے؟

اس عید کا یہی مقصد ہے کہ ہر برس مسلمان سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے مشن پر سوچ بچار کریں اور ان کے گرد و پیش جو گرماہیاں پھیل اور بڑھ رہی ہیں ان کے تدارک اور ازالہ کے لیے انہی کا سائیا رانہی کی سی قربانی اختیار کریں۔ اجتماعی زندگی میں یہ عجیب و غریب نکتہ یاد رکھنے کا ہے کہ نقشہ زندگی پر جتنی تہذیبیں ابھریں اور جتنی قومیں کارزار حیات میں کامیاب ہوئیں اور پروان چڑھیں وہ سب وہی تھیں جنہوں نے اپنے تصورات کو زندہ رکھنے کے لیے بے پناہ ایثار سے کام لیا۔ اس سلسلہ میں حیرت کی بات یہ ہے کہ یہاں سچ اور جھوٹ، حق و باطل کا قطعی امتیاز نہیں۔ ایثار و قربانی میں کچھ ایسا ہمہ گیر سحر ہے کہ دروغ بھی اس سے فروغ پا جاتا ہے۔

پھر جو جو تہذیبیں مٹیں اور جن جن قوموں نے موت و ہلاکت کے دروازوں پر دستک دی وہ سب وہی تھیں جن میں ایثار کی صلاحیتیں ختم ہو گئیں اور ذاتی و انفرادی آرزوؤں نے ان پر بُری طرح قبضہ کر لیا۔

اگر عید آئی اور حسب معمول گزر گئی، آپ میں اسلام کے لیے کوئی وابستگی پیدا نہ ہوئی اور نہ ایثار و قربانی نے کوئی کردش ہی لی تو پھر سمجھ لیجیے کہ یہ ایک رسم ہے جس کو آپ نے پورا کیا اور ایک تہوار ہے جو منایا گیا۔ عید بہر آئینہ نہیں اور اگر اسلام کے لیے کوئی تڑپ دل میں ہویدا ہوئی اور کام کا کوئی نقشہ ابھرا تب البتہ فی الواقع آپ نے عید کے مفہوم کو سمجھا اور اسوہ ابراہیمی کو اپنانے کی مقدور بھر سعی کی، اللہ کرے آپ کی عید اسی طرح آئے اور آپ اس کی سچی مسرتوں سے ہلکتا رہ سکیں۔

توحید الہی کا حج سے تعلق

بَیِّنَاتُ الْإِسْلَامِ

باندھنا، طواف اور سعی کرنا، عرفہ اور مزدلفہ میں وقوف کرنا، حجرات کی رمی اور قربانی کرنا اللہ تعالیٰ کے ذکر کی مختلف

یہ ہے کہ آدمی زم زم پی کر ایک طرف سیرابی اور توانائی محسوس کرتا ہے تو دوسری طرف اس سے کھانے کی بے جا رغبت اور اشتہاء ختم ہو جاتی ہے۔

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”زم زم کھانے کا کھانا اور بیماری کا علاج ہے۔“ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ”ہم زم زم کو ”سیرکنندہ“ کہتے تھے اس لیے کہ بال بچوں کی اس سے بہترین مدد ہوتی ہے۔“ اور زم زم باذن اللہ جس مقصد اور ارادے سے پیا جائے وہ برآتا ہے چاہے وہ دینی ہو یا دنیوی۔ حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”زم زم مقصد برآری کے لیے ہے۔“ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”زم زم مقصد برآری کے لیے ہے شفا کے لیے پیو تو شفا ملے گی، بھوک مٹانے کے لیے پیو تو سیری ہوگی اور پیاس بجھانے کے لیے پیو تو یوں بھی سہی“ یہ جبریل علیہ السلام کی ٹھوک سے نکلا پانی اور سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی گھٹی ہے۔“ ایک اور روایت میں مزید یہ ہے کہ ”اگر اللہ کے ساتھ پناہ کے مقصد سے پیا جائے تو پناہ مل جائے گی۔“

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جب زم زم پیتے تو یہ دعا فرماتے: ”اے اللہ! مجھے بخش علم، کشادہ رزق اور ہر بیماری سے شفا عطا فرما۔“

یہی وجہ ہے کہ اسلاف زم زم پی کر ضرور دعا کیا کرتے تھے، حضرت عبداللہ بن المبارک زم زم کے قریب آئے یہ حدیث سند کے ساتھ ذکر کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”زم زم مقصد برآری کے لیے ہے۔“ پھر زم زم پیا اور کہنے لگے: ”میں اس لیے پیتا ہوں کہ روز قیامت پیاسا نہ رہوں۔“

مومن اور منافق کے مابین حد فاصل:

زم زم کے بے شمار نام ہیں یہ ناموں کی کثرت بھی اس پانی کے اعزاز کی نشانی ہے۔ زم زم کی تاریخ اور احادیث میں وارد اس کی فضیلت آپ نے جان لی جب یہ مبارک پانی میسر آئے تو پییں اور سیر ہو کر پییں اور دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے نبی اکرم ﷺ کے حوض سے آب کوثر پلائے کہ اس کے بعد ہم کبھی پیاسے نہ ہوں۔ آمین!

خواہی کارویہ اختیار کرو۔“

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے ایک دن رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے وہ سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے محبت کرے۔ یہی وجہ ہے کہ جب امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مجاہدین کو وظیفہ دینے کے لیے رجسٹر تیار کیا تو سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے لیے پانچ ہزار درہم کا وظیفہ مقرر کیا۔ اس کے برعکس اپنے صاحبزادے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے لیے دو ہزار درہم مقرر کیے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہنے لگے: آپ نے مجھ پر اسامہ کو فضیلت دیتے ہوئے ان کے لیے پانچ ہزار درہم کا وظیفہ مقرر کیا ہے جبکہ مجھے ان سے کم وظیفہ دیا ہے حالانکہ میں ان سب معرکوں میں شریک رہا ہوں جن میں اسامہ شریک نہ تھے۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جواب فرمایا: اسامہ رسول اکرم ﷺ کے نزدیک تم سے زیادہ محبوب تھے اور اسامہ کے والد بھی تمہارے باپ سے کہیں زیادہ رسول اللہ ﷺ کے چہیتے تھے۔ یہ کہہ کر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادے کو خاموش کر دیا اور اپنی بلند مقامی کو نظر انداز کر کے بڑی تواضع کا ثبوت دیا۔

سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کے نزدیک بڑی معزز شخصیت تھے۔ وہ آپ ﷺ کی خدمت میں جب بھی کوئی درخواست یا سفارش کرتے، آپ ﷺ بخوشی قبول فرما لیتے تھے۔ یوں آپ ان کی دلجوئی فرماتے تھے اور یہ آپ ﷺ کا مبارک معمول تھا کہ آپ ان غریب، پسماندہ، گنہگار اور کمپیس لوگوں کو بھی اعلیٰ سماجی مرتبے پر فائز دیکھنا چاہتے تھے جنہیں معاشرے کے لوگ نوکر اور غلام سمجھ کر بیچ اور ناقابل توجہ سمجھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر غلام اور خدام اپنے مالکان سے ناراض ہو کر آپ ﷺ کی خدمت میں آتے تھے اور آپ ان کی دلجوئی فرماتے تھے۔ سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہما ایک غلام باپ کے بیٹے تھے مگر آپ ﷺ نے انہیں اس بات کا کبھی احساس ہی نہیں ہونے دیا، بلکہ انہیں جلیل القدر صحابہ کی موجودگی کے باوجود لشکر اسلام کا کمانڈر انچیف بنا دیا۔ ہم یہ واقعہ اس مضمون کے آخر میں وضاحت سے بیان کریں گے۔

رسالت مآب ﷺ کے حضور سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہما کو جو غیر



رسول اکرم ﷺ کو سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے بہت محبت تھی۔ آپ ﷺ ان کا ان کے بچپن ہی سے بے حد خیال رکھتے تھے۔ ایک دن ایسا ہوا کہ وہ اچانک دروازے سے ٹکرا گئے اور ان کے منہ سے خون نچکنے لگا۔ آپ ﷺ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ”اسامہ کا خون صاف کر دو۔“ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: مجھے اس بات سے ذرا گھن محسوس ہوئی۔ اتنے میں آپ ﷺ بہ نفس نفیس اٹھے اور اپنے مبارک منہ سے ان کا خون چوس کر پھینکنے لگے اور فرمایا: اگر اسامہ لڑکی ہوتا تو میں اسے خوبصورت جوڑے اور زیور پہناتا، تا کہ شادی کے پیغامات آتے۔

اسامہ رضی اللہ عنہما سے رسول اللہ ﷺ کی محبت کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ آپ ﷺ اپنے نواسے سیدنا حسن

یہ سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما کے صاحبزادے ہیں۔ ان کی والدہ سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا ہیں۔ ان کا نام ”برکتہ“ تھا۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دودھ پلایا تھا۔ سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی کنیت ابو زید اور ابو محمد تھی۔ آپ کو جب ابن جب، یعنی چہیتے کا چہیتا بیٹا کہا جاتا تھا۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ ان کے والد سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما سے بڑا لگاؤ رکھتے تھے اور اسامہ رضی اللہ عنہما سے تو آپ ﷺ کو بے پناہ محبت تھی۔

سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہما کا لے کلوٹے، چپٹی ناک والے شیریں مقال اور بڑے فصیح اللسان عالم ربانی تھے۔ جبکہ آپ کے والد زید رضی اللہ عنہما گور بہ تھے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض لوگوں نے اسامہ اور زید رضی اللہ عنہما کے نسب پر انگشت نمائی کی۔ نبی کریم ﷺ کو لوگوں کی اس قسم کی باتوں سے

اذیت ہوتی تھی۔ ایک دن کا واقعہ ہے کہ یہ دونوں باپ بیٹا ایک ہی چادر اوڑھ کر لیٹے ہوئے تھے اور دونوں کے پاؤں چادر سے باہر نکلے ہوئے تھے۔ اچانک مجرمز مد لہجی کا گزر ہوا وہ بڑا ماہر

قیافہ شناس تھا۔ باپ کے پاؤں سفید اور بیٹے کے پاؤں سیاہ تھے۔ ان دونوں کے پاؤں دیکھ کر مد لہجی کہنے لگا: سبحان اللہ! یہ پاؤں ایک دوسرے ہی سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس نے دونوں کے پیروں ہی سے پہچان لیا کہ یہ دونوں باپ بیٹا ہیں۔ قیافہ شناس کی زبان سے یہ کلمات سن کر رسول اللہ ﷺ کا مبارک چہرہ خوشی سے متمما اٹھا۔ آپ ﷺ خوشی خوشی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے اور فرمانے لگے: ”تم نے دیکھا نہیں کہ ابھی ابھی مجرمز مد لہجی آیا تھا اسامہ اور زید ایک چادر میں سو رہے تھے۔ ان کے سر ڈھکے ہوئے اور پاؤں کھلے ہوئے تھے اس نے پاؤں ہی دیکھ کر بتا دیا کہ یہ دونوں پاؤں ایک دوسرے سے تعلق رکھتے ہیں۔“

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:
”اے اللہ! تو اسامہ اور حسن سے محبت رکھ بلاشبہ میں ان دونوں سے محبت رکھتا ہوں۔“ (بخاری: ۳۷۳۵)

بن علی رضی اللہ عنہما کو ایک رات پر اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو دوسری رات پر بٹھا کر فرماتے تھے کہ اے اللہ! میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان دونوں سے محبت فرما۔

آپ ﷺ جب کہیں جاتے تو اپنے ساتھ بسا اوقات سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو بھی سواری پر بٹھا لیتے تھے۔ آپ سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہما کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے تو اپنی سواری پر سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو بھی اپنے ساتھ لے گئے۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”اسامہ مجھے سب لوگوں سے زیادہ محبوب ہے۔ مجھے امید ہے کہ یہ تمہارے صالح اور نیک لوگوں میں سے ہوگا اس لیے اس کے ساتھ خیر

معمولی مقبولیت حاصل تھی اس کا اندازہ اس واقعہ سے لگائیے۔ مکہ میں قبیلہ مخزوم کی ایک عورت نے چوری کا ارتکاب کیا۔ فیصلہ یہ ہوا کہ چوری کے جرم میں اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے۔ چونکہ یہ عورت شریف خاندان کی تھی یوں اس خاندان کے لیے یہ عار کی بات تھی کہ چوری کے جرم میں اس کی کسی بیٹی کا ہاتھ کاٹا جائے۔ قبیلہ مخزوم کے چند سربراہ آورہ لوگوں نے آپس میں میٹنگ کی کہ ایسا کون سا طریقہ اختیار کیا جائے کہ ہماری خاتون کو سزا نہ ملے اور اس کا ہاتھ نہ کاٹا جائے تاکہ ہمارے خاندان کی شان برقرار رہ سکے۔ چند لوگوں نے یہ تجویز دی کہ سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ کے نزدیک بہت محبوب ہیں اور ان کی سفارش کو آپ ﷺ کبھی رد نہیں فرماتے اس لیے وہی ہماری مصیبت دور کر سکتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ہماری خاتون کے بارے میں یہ سفارش کر سکتے ہیں کہ اس کا ہاتھ نہ کاٹا جائے بلکہ کوئی اور ہلکی سزا دی جائے۔

چنانچہ قبیلہ مخزوم کے افراد سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور

چوری کا ارتکاب کرنے والی خاتون کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں سفارش کرنے کی درخواست کی۔ سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ نے اس مقدمے کو سنجیدگی سے لیا۔ کچھ دیر غور و فکر کرنے کے بعد وہ مخزومی خاتون کا مقدمہ لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچے اور اس خاتون سے رعایت برتنے کی سفارش کی۔ رسول اللہ ﷺ نے جب اللہ کی حد میں سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ کی سفارش سنی تو فرط غضب سے آپ کی آنکھیں سرخ ہو گئیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے اسامہ! تم اللہ کی حد میں سفارش کرنے آئے ہو! تم اس لیے آئے ہو کہ میں اس خاتون کو محض اس لیے معاف کر دوں اور اس کا ہاتھ نہ کاٹوں کہ وہ ایک معزز خاندان کی عورت ہے؟ ہرگز نہیں! ایسا کبھی نہ ہوگا۔“

پھر آپ ﷺ نے لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: ”تم سے پہلی قومیں اسی لیے ہلاک ہوئیں کہ ان میں سے جب کوئی معزز آدمی چوری کا ارتکاب کرتا تو اس کو چھوڑ دیتے تھے اور جب کوئی معمولی آدمی چوری کرتا تھا تو اس پر حد جاری کر دیتے تھے۔ اللہ کی قسم! اگر محمد کی بیٹی فاطمہ بھی

چوری کرے گی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دوں گا۔“ چنانچہ اس فیصلے کے بعد قریش کے خاندان مخزوم کی اس خاتون کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔

سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ نہایت بہادر انسان تھے۔ میدان جنگ میں ان کی تلوار کی چمک دیکھتے ہی دشمنان اسلام بھاگ کھڑے ہوتے تھے۔ وہ خود بیان فرماتے ہیں کہ ایک غزوے میں ایک کافر سے لڑتے ہوئے میں نے اس پر غلبہ پالیا۔ میرے ساتھ ایک انصاری بھی تھے۔ اسے قتل کرنے کے لیے جب ہم نے اپنی تلواںیں بلند کیں تو میرے شکبے میں آیا ہوا حریف کہنے لگا: ”اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ“ ہم نے سمجھا کہ وہ اپنی جان کے خوف سے کلمہ شہادت پڑھ رہا ہے چنانچہ اسے قتل کر ڈالا۔ جب اس بات سے رسول اکرم ﷺ کو آگاہ کیا گیا تو آپ ﷺ

آپ ﷺ نے لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: ”تم سے پہلی قومیں اسی لیے ہلاک ہوئیں کہ ان میں سے جب کوئی معزز آدمی چوری کا ارتکاب کرتا تو اس کو چھوڑ دیتے تھے اور جب کوئی معمولی آدمی چوری کرتا تھا تو اس پر حد جاری کر دیتے تھے۔ اللہ کی قسم! اگر محمد کی بیٹی فاطمہ بھی چوری کرے گی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دوں گا۔“

نے (بڑے تأسف سے) فرمایا: ”کلمہ شہادت پڑھنے کے باوجود تم نے اسے قتل کر دیا؟“ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اس نے تو مارے جانے کے خوف سے کلمہ پڑھا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تم نے اس کا جگر پھاڑ کر دیکھا تھا کہ اس نے خوف سے کلمہ پڑھا یا دل سے؟“ پھر آپ ﷺ بار بار فرمانے لگے کہ اے اسامہ! قیامت کے روز تم اس کے کلمہ شہادت کا کیا جواب دو گے۔ سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے یہ کلمہ اس قدر تکرار سے ارشاد فرمایا کہ میرے دل میں یہ تمنا پیدا ہوئی کہ اے کاش! میں اس سے پہلے مسلمان ہی نہ ہوا ہوتا بلکہ اسی روز اسلام قبول کرتا۔

یہ سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی جانبازی اور بہادری ہی کا جو ہر تھا کہ رسول اکرم ﷺ نے بڑے بڑے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں انہیں اسلامی فوج کا کمانڈر انچیف مقرر کیا۔ جب آپ ﷺ نے ایک جنگ میں انہیں امیر لشکر بنایا تو لوگوں میں چہ میگوئیاں شروع ہو گئیں کہ ابھی تو اسامہ چھوٹے ہیں ان کے مقابلے میں بڑے جلیل

القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم موجود ہیں اس کے باوجود آپ ﷺ نے انہیں لشکر کا سالار بنادیا ہے۔

اس بات کی خبر جب رسول اللہ ﷺ کو پہنچی تو فرمایا: ”تم لوگ اسامہ کی امارت پر طعن کرتے ہو اس سے پہلے تم اس کے باپ زید بن حارثہ کی امارت پر بھی طعن کر چکے ہو۔ حالانکہ وہ خوب امارت کے لائق تھا۔ وہ لوگوں میں مجھے سب سے زیادہ محبوب تھا چنانچہ آپ ﷺ نے سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ ہی کو لشکر اسلامی کا سالار بنایا جبکہ اس میں سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ اسی دوران رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہو گیا اور سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ فوج لے کر روانہ نہ ہو سکے۔ جب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے لشکر اسامہ کو روانہ کیا۔ سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ لشکر کی قیادت کرتے ہوئے روانہ ہوئے اور سرزمین شام میں باقواء کی سرحد پر پہنچے جہاں ان کے والد سیدنا زید سیدنا جعفر طیار اور سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تھے۔ اس علاقے پر

سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ نے حملہ کیا اور فتح یاب ہوئے آپ نے دشمن کے بہت سے فوجیوں کو قید کیا اور ڈھیر سارے مال غنیمت کے ساتھ مدینہ منورہ واپس آئے۔

اس واقعے کے بعد جب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی تو وہ سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ کو امیر کے نام سے موسوم کرنے لگے۔ وہ جب بھی آپ سے ملتے تو کہتے تھے: السلام علیکم اے امیر! سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کا دل حسد بغض اور کینہ جیسے گھٹیا جذبات سے بالکل پاک صاف تھا۔ وہ اپنے سے بڑے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بے حد عزت کرتے تھے اور جھوٹوں پر شفقت فرماتے تھے۔ اپنی والدہ کے انتہائی فرمانبردار تھے۔ سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں ان کے پاس کھجور کا ایک درخت تھا جس کی قیمت کم و بیش ایک ہزار درہم تھی۔ ایک دن انہوں نے اپنا یہ قیمتی درخت کاٹ دیا اور اس کے اندر سے بٹخاڑ یعنی کھجور کے درخت کا گوند نکالا جو چربی کی طرح سفید ہوتا ہے پھر انہوں نے یہ بیش

تاریخ و فلسفہ قربانی

تحریر: جناب جمیل احمد اعوان

قربانی نظر آتا ہے۔

ارشاد ربانی ہوا کہ ان دنوں کو میں نے اپنے مقرب بندے ابراہیم علیہ السلام سے ان کے لخت جگر کی قربانی کے بدلے اپنے قرب کے حصول کا ذریعہ بھی بنا دیا۔ فرمایا ”آج کے دن سارے اعمال میں افضل عمل قربانی ہے۔“ (ترمذی)

قربانی ابتدا سے ہی ہر امت میں کسی طریقہ حالات و واقعات کے مطابق چلی آ رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورہ الحج میں فرمایا کہ ہم نے ہر امت کے لیے قربانی کا ایک قاعدہ مقرر کر دیا ہے تاکہ جو چوپائے انہیں عطا کیے ان پر اللہ کا نام لیں۔ پس تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے تم اپنے آپ کو اسی کے سپرد کر دو۔ اے نبی! ان لوگوں کو خوشخبری دے دو جن کے دل اس کے آگے جھکے ہوئے ہیں۔ گویا اس کے فرمانبردار ہیں۔ یہاں توحید کا سبق دیا جا رہا ہے۔

دین اسلام میں اللہ تعالیٰ کے بندوں نے بڑی بڑی قربانیاں دیں اور یوں ہی مختلف النوع قربانیاں دیتے وہ ماہ و سال گزار دیتے ہیں۔ اس کے عوض رب ذوالجلال کا فضل و رحمت لوٹتے رہتے ہیں۔ ذوالحج کے دس دنوں کی اہمیت کا اندازہ اس آیت سے بخوبی ہو جاتا ہے کہ جن کی اللہ تعالیٰ ان الفاظ سے قسمیں کھائی ہیں فرمایا: ﴿وَ الْفَجْرِ﴾ وَ لَيْلِ الْاَشْرِ ﴿﴾ ”قسم ہے فجر کی اور دس راتوں کی۔“ پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ نے اس چیز کی قسم کھائی جو غیر معمولی عظمت والی ہے کہ ایک تو عید قربان کی فجر بڑا حج ادا ہوتا ہے اور دوسرا اس سے قبل دس راتیں جن میں کیے گئے اعمال کو اللہ تعالیٰ جہاد فی سبیل اللہ سے بڑھ کر محبوب رکھتا ہے۔ سوائے اس جہاد کے جس میں آدمی جان و مال لے کر نکلے اور کچھ واپس نہ لائے اور خود بھی

شہید ہو جائے۔ (بخاری البیہقین: ۹۶۹)

اس عشرے کی فضیلت کا اندازہ اس سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کیم ذی الحج سے نو ذوالحج تک روزے رکھا کرتے تھے۔ (ابوداؤد: ۲۳۵)

عرفہ کے دن کے روزے کی خاص فضیلت میں فرمایا کہ ”اس روزہ سے ایک سال گزشتہ اور ایک سال آئندہ کے گناہ اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتا ہے۔“ (مسلم: ۱/۳۶۸)

اس کی راہ میں جان پیش کر کے کہتا ہے۔ یہ جاں دی ہوئی اسی کی تھی حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

خواب کو عملی جامہ پہنا دیا:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ صَلَاتِي وَ نُسُكِي وَ مَحْيَايَ وَ مَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ (الانعام)

”درحقیقت میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت صرف اسی رب العالمین کے لیے ہے۔“

جس نے اس راز کو پالیا عقیدہ توحید اس نے اپنا لیا اور با مراد ہو کر بلند یوں تک جا پہنچا۔ پھر وہ اپنی محبوب ترین شے بھی اسی کے لیے قربان کر دیتے ہیں اور دنیا کے لیے مثال بن جاتے ہیں۔ یہی چیز سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے ہمیں سکھائی۔ ہر آزمائش کا مقابلہ خندہ پیشانی سے کیا بڑھاپے میں دعائیں مانگ مانگ کر سہارا (اسماعیل) عطا ہوا اور پھر اسے ذبح کرنے کی نوبت آئی تو بوڑھے باپ کے نہ ہاتھ کاٹنے نہ وہ گھبرایا۔ ۸۶ سال کا بڑھاپا اور ۱۳ سال کا بیٹا

قرآن حکیم میں قربانی کے لیے ”قربان“ کا لفظ آیا ہے جو قرب الہی کے حصول کے لیے اس کے حضور پیش کی جائے گی۔ ایک ابتدائی قربانی کا ثبوت یوں فرمایا:

”اے نبی ﷺ! حق کے ساتھ ان پر آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کی خبر پڑھیں جس وقت انہوں نے قربانی پیش کی تو ان میں سے ایک کی قبول کی اور دوسرے کی نہ کی۔“ (المائدہ: ۲۷)

اب سوال یہ ہے کہ ہر امت کو قربانی کا حکم کیوں دیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جانوروں کا خالق اللہ ہے اس کی عطا کردہ نعمتیں ہیں تو پھر غیر اللہ کا اس میں عمل دخل کیوں؟ سورہ نحل میں ان جانوروں کے فوائد ان کی شان اور ان نعمتوں کا ذکر فرمایا، کہیں فرمایا کہ ان سے صاف ستھرا

ان میں خصوصاً عرفہ کے دن کے روزے کی خاص فضیلت میں فرمایا کہ ”اس روزہ سے ایک سال گزشتہ اور ایک سال آئندہ کے گناہ اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتا ہے۔“ (مسلم: ۱/۳۶۸)

عشرہ ذوالحج میں دوسری عبادات کے علاوہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کیا جاتا ہے جو اللہ کو بڑا محبوب ہے جس سے اس کی تکبیر و تہلیل اور پاکی بیان کی جاتی ہے۔ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر۔ (طبرانی)

ہر امت میں قربانی کا حکم:

فرمایا: ”عظیم دن یوم نحر ہے۔“ کہ اس روز قربانی کے عمل کو ایک خاص مقام حاصل ہے۔ اس روز ذبح عظیم کا وہی ابتدائی منظر پوری امت مسلمہ میں ہر جگہ بشکل

یہ درجے یوں گھر بیٹھنے سے نہیں مل جایا کرتے۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام ہر آزمائش میں پورے اترے۔ فرمایا:

﴿وَإِذْ ابْتَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ بِكَلِمَاتٍ فَأَتَتْهُنَّ﴾
(البقرہ: 124)

”ابراہیم کو اس کے رب نے اسے چند باتوں میں آزمایا۔“

غیر اللہ کی عبادت سے انکار، جھوٹے خداؤں کی خدائی کا پردہ چاک کیا، بتوں کو کلبازے سے توڑا اور اس جرم کی پاداش میں آگ میں گرنے کی نوبت آئی تو ذرا نہ ڈرے۔ اللہ کی خاطر، والدین، گھر، مال و متاع سب کو پاؤں کی ٹھوک مار کر ہجرت کر گئے۔ بیوی باجرہ اور ننھے لخت جگر کو بحکم ربی بے آب و گیاہ صحرا اور پہاڑوں میں چھوڑ آئے۔ اللہ کے بندے تمام تر محبتوں کو اس پر قربان کر دیتے ہیں۔ مال تو کجا گھروں کو لٹا دیتے ہیں۔ اولاد جیسی محبوب شے بھی اس کے قدموں میں ڈال دیتے ہیں کس لیے؟ کہ اللہ راضی ہو جائے۔

سیدنا ذوالحجہ دین محمد کو نو عمری میں دعوت اسلام پہنچی، بڑا متاثر ہوا مگر چچا کے ڈر سے اپنے جذبات کو دبائے رکھا۔ چچا سے کہا کہ کئی برس مجھے انتظار کرتے گزر گئے لیکن آپ کا حال جوں کا توں ہے مجھے اجازت دیں کہ میں حلقہ بگوش اسلام ہو جاؤں۔ سنگدل چچا نے کہا کہ اگر تم نے محمد کی دعوت کو قبول کرنا ہے تو میں تمہیں سارے مال سے محروم کرتا ہوں، بلکہ تن پر کپڑا بھی نہ رہنے دوں گا۔ اس نے کہا جو چاہو کرو، میں بت پرستی سے بیزار ہوں۔ چچا نے سارا مال لے لیا حتیٰ کہ تن کے کپڑے بھی اتار لیے۔

یہ نوجوان چھپتا چھپاتا ماں کے ہاں پہنچا اور سارا حال سنایا۔ ماں نے ایک ناٹ یا کھل دیا تو اس نے اسے پھاڑ کر آدھا تہ بند بنایا اور آدھا اوپر لیا، اسی حالت میں مدینہ پہنچ کر اصحاب صفہ میں شامل ہو گیا۔ یہ نوجوان شوق جہاد میں حضور علیہ السلام کے ساتھ تھوک روانہ ہوا، وہاں بخار سے انتقال ہوا۔ (سیرت حسن انسانیت: ص ۳۸۲)

قربانی میں بھی بے شمار حکمتیں پنہاں ہیں، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں اخلاص عطا فرمائے اور اعمال صالحہ کو قبول فرمائے۔ آمین!

کے خون و گوشت سے کعبہ کی دیواریں تھیز دیتے، وہ سمجھتے کہ اللہ کے پاس ہمارا گوشت اور خون پہنچتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿كُنْ يَنَالُ اللَّهُ لُحُومَهَا وَلَا دِمَاؤَهَا وَلَكِنَّ يَنَالُهُ التَّقْوَىٰ مِنْكُمْ﴾
”اللہ تعالیٰ کو تمہاری قربانیوں کا گوشت اور خون نہیں پہنچتا بلکہ اسے تمہارے دلوں کا تقویٰ پہنچتا ہے۔“

احکام خداوندی اور رضائے الہی کے لیے سر تسلیم خم کرتے ہو یا زبانی دعویٰ ہے، گویا اس قربانی سے انتہائی شوق و جذبہ ہو کہ اے اللہ! ہم خود بھی تیری راہ میں قربان ہونے کو تیار ہیں۔ بس یہ ہی وہ تقویٰ ہے جس کا ذکر فرمایا:

﴿وَمَنْ يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَىٰ الْقُلُوبِ﴾ (الحج)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:
”اللہ تعالیٰ کو تمہاری قربانیوں کا گوشت اور خون نہیں پہنچتا، بلکہ اسے تمہارے دلوں کا تقویٰ پہنچتا ہے۔“

”جو شعائر اللہ کا ادب و احترام کرے (ادب و احترام کے ساتھ ساتھ ان سے وہی مقاصد حاصل کرے جس طرح حکم الہی ہے) تو یہ دلوں کے تقویٰ کی علامت ہے۔“

سیدنا ابراہیم کی مسلسل آزمائشیں اور توحید کے شیدائی لوگ:

فلسفہ قربانی اسی عمل میں پوشیدہ ہے کہ اللہ کے بندے اپنے مال، جان، اولاد حتیٰ کہ خواہش کو اس ذات کبریاء کے تابع کر لیتے ہیں۔ وہ اللہ کے لیے ہر محبوب ترین شے قربان کر کے دنیا کے لیے مثال بن جاتے ہیں کہ ہر بلند درجہ کے پیچھے کوئی نہ کوئی بلند قربانی ضرور ہوتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

[إِنَّ أَعْظَمَ الْجُزَاءِ مَعَ عَظِيمِ الْبَلَاءِ]

”یعنی بڑا اجر اور جزاء بڑی آزمائشوں سے ہو کر گزرتی ہے۔“

جس نبی علیہ السلام کی سنت آپ ادا کرنے جا رہے ہیں اس کی زندگی میں مسلسل آزمائشوں کا اندازہ لگائیں۔

اسماعیل علیہ السلام والدین کا سہارا بنا تو بڑی آزمائش میں ڈالا جس کا خیال ہی ایک بڑا امتحان ہے۔ بذریعہ خواب وحی کی گئی کہ اے ابراہیم! اپنے لخت جگر کو ہماری راہ میں قربان کر دو۔ بیٹے کو فرماتے ہیں:

﴿قَالَ يَبْنَؤُا إِنِّي أَزَىٰ فِي الْمَنَاصِرِ إِنِّي أَذْبَحُكَ فَأَنْظُرْ مَاذَا تَأْمُرُ﴾

”بیٹے! میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں تمہیں ذبح کر رہا ہوں، تمہارا کیا خیال ہے؟“

بیٹا کوئی معمولی بیٹا نہیں تھا، کوئی اور ہوتا تو کہتا ابا جی! چھوڑیے کس وہم میں پڑ گئے ہیں، خواب تو خواب ہی ہوتے ہیں۔ نہیں..... بلکہ یوں کہا:

﴿قَالَ يَا بَنِيَ إِفْعَلْ مَا تَأْمُرُ سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّابِرِينَ﴾ (الصفت)

”اے ابا جان! جو حکم ہوا ہے کر گزریے، ان شاء اللہ آپ مجھے صابریں میں سے پائیں گے۔“

﴿فَلَمَّا أَسْلَمَا وَتَلَّكَ لِالْحَبِيشِ﴾

”پھر جب دونوں مطیع ہوئے تو بیٹے کو ماتھے کے بل لٹایا۔“

کہ چہرہ سامنے نہ آئے، رحم و ترس نہ آجائے۔ محبت پوری آڑے نہ آجائے۔ چھری چلانے لگے، چھری نے کانٹے سے انکار کر دیا، بیٹے کو سر کا کر جنت کا دنبہ نیچے ڈھایا گیا اور وہ ذبح ہو گیا۔

﴿وَنَادَيْنَاهُ أَنْ يَا إِبْرَاهِيمُ ۖ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا ۚ إِنَّا كَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ۖ إِنَّ هَذَا لَهُوَ الْبَلَاءُ الْعَظِيمُ ۖ وَدَقَيْنَاهُ بِذَبْحٍ عَدِيمٍ﴾

”فرمایا: اے ابراہیم! تو نے خواب سچ کر دکھایا، نیکی کرنے والوں کو ہم یوں ہی صلہ دیتے ہیں، یہ ایک بہت ہی بڑا کھلا امتحان تھا، ایک بہت بڑے ذبیحہ یعنی دنبہ کی قربانی اس کے فدیہ میں دے دی اور بیٹے کو بچا لیا۔“ (الصفت)

پھر اس سنت کو قیامت تک قرب الہی کا ذریعہ بنادیا۔ یہ فیضانِ نظر تھا یا کہ کتب کی کرامت تھی سکھائے کس نے اسماعیل کو آدابِ فرزندگی

قرآن اور تقویٰ:

مشرکین مکہ بھی حج کرتے، قربانیاں کرتے اور اس

تحریک ختم نبوت اور علمائے اہل تشدد

جناب مولانا محمد یوسف

رسالہ ”اشاعت السنہ“ کے شماروں میں تحریراً بھی اور جلسوں میں تقریراً بھی مرزائے قادیانی کو مناظروں اور بحث و مباحثوں کا چیلنج دیا لیکن مرزا قادیانی کبھی لدھیانہ کبھی جالندھر اور کبھی امرتسر کے شہروں کی تاریخیں دیتا رہا کہ ان مقامات پر آکر میرے ساتھ گفتگو کرو۔ مولانا محمد حسین ہر مقام پر مرزا کی اپنی مقرر کردہ تاریخ دن اور وقت پر پہنچتے رہے لیکن مرزا ان پروگراموں پر پورا نہ اترے۔ مرزا قادیانی مولانا بٹالوی کے تعاقب اور فتویٰ کفر سے اس قدر تنگ پڑ گیا کہ مولانا بٹالوی کے علمی سوالات اور دلائل و براہین جو کہ وہ ختم نبوت کی تائید میں دیتے تھے انہیں دشنام و گالیاں سے تعبیر کرنے لگا۔ چنانچہ مرزا اپنے کتابچہ ”مجموعہ اشتہارات“ جلد سوم صفحہ ۶۲/۵۷ پر رکھتا ہے:

مرزا غلام قادیانی نے ابتدائی طور پر مجددیت کا دعویٰ کیا اور بعد ازاں نبوت کے مقدس دامن کو تار تار کرنے کی سرگرمیوں میں مشغول ہو گیا۔ (نعوذ باللہ) اور بالآخر مدعی نبوت بن بیٹھا۔ اس دور میں کسی شاعر نے کہا تھا۔
عجب رنگ زمانہ ہے عجب اس کی روانی ہے
کہ معمولی کلروں نے نبی بننے کی ٹھانی ہے
مندرجہ بالا شعر میں حقیقت ہی بیان کی گئی ہے۔
اپنے دعاوی سے پیشتر مرزا قادیانی سیالکوٹ کی کچہری میں کسی وکیل کی منشیانہ خدمت انجام دیتا تھا۔ تعلیم بمشکل مل تھی جبکہ سچے نبی ﷺ کی ایک بہت بڑی نشانی اور وصف یہ ہوتا ہے کہ وہ کسی دنیا کے استاد کے سامنے زانوئے تلمذ تہ نہیں کرتا۔ اس کے پاس بذریعہ وحی ایسے

علوم بارگاہِ خداوندی سے ودیعت کیے جاتے ہیں جن پر دنیا جہان کی تعلیمات کی ڈگریاں بیچ ہیں۔

یہ سعادت و شرف اہل حدیث عالم دین مولانا محمد حسین بٹالوی کو حاصل ہوا کہ وہ مرزا

قادیانی کے دعوؤں کو لے کر اپنے استاد گرامی منزلت میاں نذیر حسین دہلوی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جنہوں نے مرزا کے اس دجل اور دعوؤں کی بنا پر کفر کا فتویٰ دیا۔ یہ ۱۸۹۲ء کی بات ہے، مولانا محمد حسین نے اس فتویٰ پر تمام مکاتب فکر کے ممتاز علماء سے جن کی تعداد دو صد سے زائد بنتی ہے دستخط کروائے جبکہ ابھی بعض معروف علماء و ادارے سوچ و بچار میں مبتلا تھے۔

آغا شورش کاشمیری نے اپنی زندگی کی آخری کتاب ”تحریک ختم نبوت“ میں آغاز ہی ان سطور سے کیا ہے کہ مرزا غلام احمد کا تعاقب کرنے والے سب سے پہلے عالم دین مولانا محمد حسین بٹالوی تھے۔ مولانا بٹالوی نے اپنے

مولانا امرتسری نے بارہا مرزا کو چیلنج کیا کہ وہ میدان مناظرہ میں آکر آئے سامنے گفتگو کرے، یہاں تک کہ انہوں نے مرزا کی پیشکش پر قادیان جا کر کئی روز بیٹھ کر مرزا کے مد مقابل آنے کا انتظار کیا لیکن مرزا قادیانی کو مولانا امرتسری کا سامنا کرنے کی جرأت نہ ہو سکی۔ مولانا امرتسری کے اسی دلیرانہ اقدام پر تمام مکاتب فکر کی طرف سے انہیں ”فاتح قادیان“ کا لقب دیا گیا۔

کہ قرآن و سنت سے دلائل دیئے۔ مرزا اس کے بعد پانچ سال تک زندہ رہا لیکن اس کتاب کا جواب نہ دے سکا۔ اس کے علاوہ مولانا میر سیالکوٹی کی کتب اور تقریری کاوشیں بے شمار ہیں۔ مرزا غلام قادیانی ۱۹۰۸ء کو لاہور بیت الخلاء میں بڑی موت سے دو چار ہوا۔ یہ برا حشر اس کی اپنی ہی خواہش اور دعا تھی جو اس نے مولانا ثناء اللہ سے ”آخری فیصلہ“ کی صورت میں کی تھی کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں مرجائے گا۔

۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں مولانا سید محمد داؤد غزنوی مرکزی مجلس عمل کے سیکرٹری جنرل تھے علامہ محمد یوسف کلکتوی اور قاری عبداللہ بنی ریحانی کا اس تحریک میں

”جن لوگوں نے شیخ محمد حسین بٹالوی کے چند سال کے پرچے ”اشاعت السنہ“ دیکھے ہوں وہ اگر چاہیں تو محض اللہ گواہی دے سکتے ہیں کہ شیخ صاحب موصوف نے اس راقم کی تحقیر اور توہین و دشنام دی میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی۔“
آغا شورش نے لکھا ہے کہ

”مولانا محمد حسین بٹالوی کے بعد ختم نبوت کے عظیم محاذ کو مولانا ثناء اللہ امرتسری نے سنبھال لیا۔ انہوں نے شروع میں ”الہامات مرزا“ اور پھر مرزا کی تردید و مذمت میں بیسیوں کتابیں و پمفلٹ شائع کیے۔ اپنے ہفت روزہ اخبار ”اہل حدیث“

نذرانہ عقیدت بحضور خیر الوری صلی اللہ علیہ وسلم

وہ ہو گیا سو جان سے قربان محمد صلی اللہ علیہ وسلم
عرفانِ خدا ہم پہ ہے احسان محمد صلی اللہ علیہ وسلم
بے مثل ہے لا ریب ہے قرآن محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کتنے غنی دل کی غلامان محمد صلی اللہ علیہ وسلم
تسلیم دل و جاں سے فرمان محمد صلی اللہ علیہ وسلم
چھوٹے نہ مگر ہاتھ سے دامان محمد صلی اللہ علیہ وسلم
قائم وہ رکھے صدق سے پیمان محمد صلی اللہ علیہ وسلم
ادنی ہی سہی ہے تو سخندان محمد صلی اللہ علیہ وسلم

جس کو بھی عطا ہو گیا عرفان محمد صلی اللہ علیہ وسلم
خالق کا ہے احسان جو ہے آپ کی بعثت
اُن کو ہے ملا ایسا ہدایت کا صحیفہ
لاتے نہیں خاطر میں وہ شاہانِ جہاں کو
بھاتی نہیں ذرہ بھی مجھے بات کسی کی
کٹتا ہے کٹے ساری خدائی سے تعلق
دم بھرتا ہے جو ان کی اطاعت کا زباں سے
عاصم کو ہے بس ان کی شفاعت کا سہارا

مداح رسول صلی اللہ علیہ وسلم احقر العباد: عبدالرحمن عاصم

سے قبل بد ملبی ضلع نارووال میں مرزائیوں کے دونوں گروپوں قادیانی اور لاہوری کا آپس میں مناظرہ ہو رہا تھا۔ لاہوری گروپ مرزا کو مجدد اور قادیانی اسے نبی ثابت کرنے کے دلائل دے رہے تھے۔ مناظر اہل حدیث مولانا احمد دین لکھنوی اتفاق سے بد ملبی تشریف لے آئے مرزائیوں کے دونوں گروپوں کے نمائندگان مولانا لکھنوی کے پاس آئے اور کہا کہ حضرت آپ کو مرزا کی کتب کا بہت مطالعہ ہے آپ بتائیں کہ مرزا کا کونسا موقف ان کی تحریروں کی رو سے درست ہے؟ مولانا نے فرمایا کہ آپ میدانِ مناظرہ میں مجھے لے چلیں اور کچھ وقت دونوں فریق اپنا اپنا نظریہ پیش کریں میں سننے کے بعد فیصلہ دوں گا۔ چنانچہ یہ اہتمام کیا گیا۔ مولانا احمد دین نے آخر میں مختصر اور کمال فیصلہ دیا۔ فرمایا کہ

”آپ دونوں سچ کہتے ہیں وہ درمیان والا نبی جھوٹا ہے کہیں خود کو مجدد لکھتا ہے اور کہیں نبی!“

کیا ہے۔ تحریر کے دوران خدمات انجام دینے والوں میں سے خصوصاً حافظ عبدالقادر علامہ احسان الہی ظہیر اور مولانا حافظ محمد ابراہیم کبیر پوری کو زبردست خراج تحسین پیش کیا ہے۔ اس فہرست میں حکیم عبدالرحمن آزاد حکیم محمود گوجرانوالہ مولانا محمد اعظم اور حافظ عبدالحق صدیقی کے اسمائے گرامی بھی شامل ہیں۔

ستمبر ۱۹۷۷ء کی مندرجہ بالا تحریک اور اس سے پہلے قادیانیت کی سرکوبی میں جو اولیت اور اعلیٰ کردار علمائے اہل حدیث کا ہے اسے اکثر فراموش کیا جاتا ہے۔ بعض لوگوں کی طرف سے بادلِ خواستہ ایک دو کا تذکرہ کر کے اپنے اکابر کی ادنیٰ خدمات کو اعلیٰ پیمانے پر تحریر میں لایا جاتا ہے جو تعصب اور خود نمائی کے زمرے میں ہی آتا ہے۔ بقول شاعر ع

منزل انہیں ملی جو شریک سفر نہ تھے
تقسیم طبع کے لیے ایک واقعہ ذکر ہے۔ تقسیم ملک

جان ڈالنے میں بڑا کردار رہا۔ اس سلسلہ میں دونوں کو جیل یا تراس بھی کرنا پڑی۔ تحریک کا زیادہ زور پنجاب میں تھا جہاں مولانا محمد اسماعیل سلفی، روپڑی برادران، حافظ محمد اسماعیل، حافظ عبدالقادر، حافظ محمد ابراہیم کبیر پوری، مولانا محمد صدیق فیصل آبادی، مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجپانی، مولانا عبید اللہ احرار، مولانا حکیم عبدالرحیم اشرف، مولانا محمد عبداللہ ثانی، مولانا علی محمد مصفا، مولانا معین الدین لکھنوی اور مولانا احمد دین لکھنوی کی خدمات اور قید و بند کی صعوبتیں ناقابل فراموش ہیں۔ تحریک کے انہی ایام میں سب سے پہلے مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ مولانا محمد حنیف ندوی نے کیا۔ اس مطالبے کو دیگر مکاتب فکر کے علماء نے خوب آگے بڑھایا جن میں مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری، قاضی احسان احمد شجاع آبادی، مولانا محمد علی جالندھری، مولانا تاج محمود اور صاحبزادہ فیض الحسن سرفہرست ہیں۔ مولانا میر سیالکوٹی کی قائم کردہ مجلس تحفظ ختم نبوت کے اسٹیج سے جن میں کبھی مکاتب فکر کے علماء شامل تھے اس مطالبے اور قرار دادوں کو نصب العین بنایا گیا۔

۱۹۷۷ء کی تحریک ختم نبوت میں جس کے نتیجے میں مرزائیوں کو آسمانی کے ذریعے غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا اس میں سب سے زیادہ کردار اور رنگ و تاز علمائے اہل حدیث کی ہے۔ قومی اسمبلی میں مرزا غلام احمد قادیانی کی اصل کتاب جو پیش کی گئی وہ تمام کی تمام مولانا حافظ محمد ابراہیم کبیر پوری اور مولانا حافظ محمد اسماعیل ذبیح نے فراہم کیں۔ اس تحریک کی ابتدا فیصل آباد سے ہوئی تھی۔ فیصل آباد سے مولانا حکیم عبدالرحیم اشرف، مولانا محمد رفیق مدن پوری، مولانا تاج محمد، مولانا عبید اللہ احرار، مولانا محمد صدیق، مولانا ارشاد الحق اثری، قاضی محمد اسلم سیف، مولانا محمد اسحاق چیمہ اور ان سطور کے راقم نے بھرپور حصہ لیا۔ راقم الحروف مقامی مجلس عمل کا سیکرٹری جنرل تھا۔ لاہور میں مال روڈ پر مسجد شہداء سے روزانہ علامہ احسان الہی ظہیر کی قیادت میں جلوس نکلتا، مرکزی مجلس عمل کے ناظم مالیات میاں فضل حق ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت اہل حدیث تھے جنہوں نے فکذرا اور اخراجات کے سلسلہ میں کوئی کمی نہ آنے دی۔

آغا شورش کاشمیری نے اپنی تصنیف ”تحریک ختم نبوت“ جس کا تذکرہ ابتدا میں کیا گیا ہے اس کتاب کے آخر میں علمائے اہل حدیث کا خاص طور پر تفصیل سے ذکر

[لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ نَمَامٌ] (مسلم)

”چغل خور جنت میں داخل نہیں ہوگا۔“

✽ چغل خور کو قبر میں عذاب:

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ ایک مرتبہ مدینہ یا مکہ کے ایک باغ میں تشریف لے گئے۔ آپ نے دو آدمیوں کی آواز سنی، جنہیں ان کی قبروں میں عذاب ہو رہا تھا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: [يُعَذَّبَانِ، وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَيْبٍ ثُمَّ قَالَ: بَلَى، كَانَ أَحَدُهُمَا لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوَلِهِ، وَكَانَ الْآخَرُ يَمْنِي بِالنَّمِيمَةِ.] (بخاری)

”ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے اور کسی بڑے گناہ کی وجہ سے نہیں ہو رہا۔“ پھر آپ نے فرمایا: ”کیوں نہیں“ ایک شخص تو پیشاب (کے چھٹنوں) سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغلی کھایا کرتا تھا۔“

✽ چغل خور کی بد صفات:

اللہ تعالیٰ اپنے کلام مجید میں فرماتے ہیں:

﴿وَلَا تَطْعَمُ كُلَّ يَوْمٍ فَهْمِي﴾ هَذَا مَشَاهِيمُ يَنْبَغِيهِ ﴿مَنْ كَانَتْ لَهُ مَقَالِدُ مُعْتَدٍ أَيْمِهِ﴾ عُنْثِي بَعْدَ ذَلِكَ زَيْنِيهِ ﴿(القلم)

”اور بہت قسمیں اٹھانے والے کا کہنا مان۔ جو بہت طعنہ دینے والا، چغلی میں بہت بھاگ دوڑ کرنے والا ہے۔ خیر کو بہت روکنے والا، حد سے بڑھنے والا، سخت گناہ گار ہے۔ اکھڑ مزاج ہے، اس کے علاوہ بدنام ہے۔“

اس آیت کریمہ میں چغل خور کی آٹھ صفات بیان کی گئیں ہیں جو انسان کی بربادی کا موجب ہیں جس میں چغلی پانی جائے تو وہ لازماً ان آٹھ صفات مذمومہ کا متحمل ہوگا اور یہ انسان کو معاشرے میں بھی اور اللہ کے دربار میں بھی ذلیل و رسوا کر کے جہنم میں لے جائے گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں محفوظ رکھے۔ (آمین)

✽ چغل خور کی صفات درج ذیل ہیں:

✽ خلاف: چغل خور بات بات پر قسمیں اٹھاتا ہے۔

معلوم ہوا کہ کوئی بھی شخص اس کی بات پر اعتماد نہیں کرتا تھی تو وہ اپنی بات کو پختہ اور قابل اعتماد بنانے کے لئے قسم اٹھاتا ہے، گویا وہ اپنی نظروں میں بھی

جناب زبیر بن خالد مرچالوی



چغلی

ایک سنگین جرم

”نمیمہ“ (چغلی) سے کنایہ ہے۔ ”نمیمہ“ (چغلی) کا نام ”الْحَطَب“ (ایندھن) اس لیے رکھا گیا ہے کہ یہ عداوت کا سبب بنتی ہے تو گویا یہ چغلی دشمنی کی آگ بھڑکاتی ہے۔

نمام (چغل خور) بری خبریں نقل کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے فاسق ٹھہرایا اور مومنوں کو حکم دیا کہ اس کی خبر کی تصدیق کر لیا کریں، چنانچہ فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَأٍ فَتَبَيَّنُوا أَنْ تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْحَبُوا عَلٰی مَا فَعَلْتُمْ لِيَوْمِئِذٍ﴾ (الحجرات)

”اے وہ جو ایمان لائے ہو! اگر تمہارے پاس کوئی فاسق کوئی خبر لے آئے تو خوب تحقیق کر لو، ایسا نہ ہو کہ تم کسی قوم کو نہ جانتے ہوئے نقصان پہنچا دو، پھر جو تم نے کیا اس پر نادم ہو جاؤ۔“

﴿مَا يَلْفُظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ﴾ (ق)

”وہ کوئی بھی بات نہیں بولتا مگر اس کے پاس ایک نگران ہوتا ہے۔“

﴿وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدْ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُّبِينًا﴾ (الاحزاب)

”اور وہ جو مومن مردوں اور مومن عورتوں کو بغیر حق کے تکلیف دیتے ہیں جو انہوں نے کمایا ہو تو یقیناً انہوں نے بڑے بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اٹھایا۔“

✽ چغلی کی حرمت حدیث سے:

حدیث نبوی میں بھی چغلی کی مذمت آئی ہے جو کہ

پیش خدمت ہے:

✽ چغل خور جنت میں داخل نہیں ہوگا:

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، آپ فرما رہے تھے:

چغلی کا معنی یہ ہے کہ دو آدمیوں کے درمیان ایسے طریقے سے بات نقل کی جائے کہ ان کے درمیان جھگڑا و فساد پیدا ہو اور دونوں میں بغض و عداوت بھردی جائے۔

فساد اُلنے کی یہ کوشش کبھی تو دو دوستوں کے درمیان ہوتی ہے کبھی دو شریکوں (حصہ داری) یا میاں بیوی، دو قریبی رشتہ داروں، دو قبیلوں، دو قوموں، دو ملکوں یا کسی بھی دو فریقوں کے درمیان کہ جن کے آپس کے دوستانہ تعلقات اور معاملات ہوں۔ نقل کلام سے جس طرح افراد کے درمیان چغلی کی جاتی ہے ایسے ہی جماعتوں اور حکومتوں کے درمیان بھی ہوتی ہے۔ سوسائٹی میں تفریق پیدا کرنے اور محبت و اخوت کے رشتے توڑنے کے لیے شیطان کے پاس یہ خبیث ترین ہتھیار ہے۔ چغلی نے کس قدر عظیم شرور کو جنم دیا اور لوگوں کے درمیان کس قدر تفرقہ پیدا کیا، تعلقات کو بگاڑا اور فتنوں کو بھڑکایا۔ آئیے! چغلی کے متعلق احکامات شرعیہ سے واقفیت حاصل کریں:

✽ چغلی کی حرمت قرآن سے:

مسلمانوں کے مابین دشمنی اور عداوت پھیلانا چغلی ہے، جو معاشرے میں زہر قاتل کی مانند ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَيْسَ لِكُلِّ هُمْزَةٍ لُّزُومَةٌ﴾ (المزہ)

”ہلاکت ہے ہر بہت طعنہ دینے والے، بہت عیب لگانے والے کے لئے۔“

مزید فرمایا:

﴿هَذَا مَشَاهِيمُ يَنْبَغِيهِ﴾ (القلم)

”بہت طعنہ دینے والا، چغلی میں بہت دوڑ بھاگ کرنے والا۔“

اللہ تعالیٰ نے ابولہب کی بیوی کا یہ وصف بیان کیا ہے کہ وہ ”سَمَّاءُ الْحَطَب“ ہے۔ مفسرین نے اس قول کو رائج قرار دیا ہے کہ ”سَمَّاءُ الْحَطَب“،

ذلیل اور لوگوں کی نظروں میں بھی ذلیل ہے۔

۱۰ **مہین:** چغلی کرنے والا شخص اپنی نظروں میں معاشرے کی نگاہوں میں بھی اور خالق کائنات کی نظروں میں حقیقی طور پر ذلیل و رسوا ہے۔

۱۱ **ہمراز:** چغل خور اپنا عیب چھپاتے ہوئے لوگوں کی چغلی کھاتا ہے، لوگوں میں فساد برپا کرتا ہے اپنی بات کو خوب تر کرنے کے لئے اور لوگوں کی چغلی کا ارتکاب کر بیٹھتا ہے۔

۱۲ **مشاء غنیم:** لوگوں میں فساد کی بو پیدا کرتا ہے، فساد برپا کرنا اس کی عادت بن چکی ہوتی ہے اور لوگوں کی چغلیاں اٹھا کر چلنا پھرنا اس کی صفت بن جاتی ہے۔

۱۳ **مکار الخیر:** خیر کا معنی مال و دولت بھی ہے اور ہر بھلائی کا کام بھی۔ پہلی صورت میں مطلب یہ ہوا کہ خود بھی کنجوس ہے اور دوسروں کو بھی کنجوسی کا حکم دیتا ہے۔ دوسرے معنی کے لحاظ سے مطلب یہ ہے کہ خود بھی نیکی کے قریب نہیں جاتا اور دوسروں کو بھی روکتا ہے۔ ایسی ہی فرعون کی خصلت اللہ نے قرآن مجید میں ذکر کی ہے:

﴿وَقَالَ قَرِينُهُ هَذَا مَا لَدَيَّ عَتِيدٌ ۖ أَلْقِيَا فِي جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيدٍ ۖ لِّلْعَذَابِ مُّعْتَدٍ ۖ مُّرِيبٍ ۖ الَّذِي جَعَلَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ ۚ قَالِقِيئُهُ فِي الْعَذَابِ ۖ الشَّدِيدِ ۖ﴾ (ن)

”اور اس کا ساتھی کہے گا یہ ہے جو میرے پاس تیار ہے۔ جہنم میں پھینک دو تم دونوں (فرشتو) ہر زبردست ناشکرے کو، جو بہت عناد رکھنے والا ہے۔ جو خیر کو بہت روکنے والا، حد سے بڑھنے والا، شک کرنے والا ہے۔ جس نے اللہ کے ساتھ کوئی شریک بنالیا، پس دونوں (فرشتو) اسے بہت سخت عذاب میں ڈال دو۔“

۱۴ **معتد:** چغل خور عدل و انصاف اور اللہ تعالیٰ کی حدوں سے تجاوز کرتا ہے، جس برائی کو اللہ تعالیٰ غضب کی نظر سے دیکھتے ہیں چغل خور کے لئے ایسے کام کرنا اس کی عادت بن جاتی ہے گویا کہ گناہ پر گناہ کیے چلا جاتا ہے اور اس کا نام ہی گناہ گار پڑ جاتا ہے۔

۱۵ **عغل:** ”عغل“ کے معنی بد خو، اکھڑ مزاج، سخت دل،

اجد کے ہیں اور یہ ایسی صفت ہے جو دل کی سختی کے متعلق ہے، جب انسان کا دل سخت ہو جائے تو اس کی شخصیت غیر مقبول ہو جاتی ہے، پھر وہ مکروہ اور ناپسندیدہ شخص بن کر دنیا میں زندگی بسر کرتا ہے۔ سیدنا حارث بن وہب الخداعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرما رہے تھے:

[أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ الْجَنَّةِ، كُلُّ ضَعِيفٍ مُتَضَاعِفٍ لَوْ يَفْسِمُ عَلَى اللَّهِ لِأَبْرَةٍ، أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ النَّارِ، كُلُّ عَتَلٍ جَوَاطِئِ مُسْتَكْبِرٍ.] (بخاری و مسلم)

”کیا میں تمہیں جنتی لوگوں کے بارے میں خبر نہ دوں؟ وہ عاجز اور ضعیف ہیں لیکن اگر وہ کسی بات پر اللہ کی قسم کھالیں تو اللہ ضرور پوری کر دیتا ہے، کیا میں تمہیں جہنمی لوگوں کے بارے میں خبر نہ دوں؟ ہر اکھڑ مزاج، بھاری جسم والا اور تکبر کرنے والا۔“

۱۶ **زنیم:** اس کا معنی بد ذات، بداصل بھی کیا جاتا ہے۔

عبداللہ بن مبارک کے نزدیک ”زنیم“ سے مراد زنا کی اولاد ہے لہذا ولد زنا کوئی بات نہیں چھپائے گا جو سنا آگے بتلا دے گا۔ یہ چغل خور کے لئے لعنت کا ایک طوق ہے جو اس کی زندگی میں اس کے گلے میں ہے اور قیامت کے روز اس طوق کو لئے ہوئے جہنم رسید کر دیا جائے گا۔

چغلی کے متعلق سلف کے اقوال:

① صاحب عباد کو کسی چغل خور نے خط بھیجا تو آپ نے اس کے جواب میں لکھا: ”چغلی ایک ذلیل حرکت ہے اگر چہ فی الوقت وہ بھلی ہی معلوم کیوں نہ ہو اور چغل خور پر اللہ کی لعنت ہوتی ہے۔“

② امام محمد بن کعب سے کسی نے سوال کیا کہ مومنوں کے لئے سب سے حقیر اور بری حرکت کونسی ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ”زیادہ کلام کرنا، کسی کا عیب ظاہر کرنا اور ہر آدمی کی سنی سنائی بات قبول کرنا۔“

③ عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے پاس کسی شخص نے کسی کے خلاف باتیں کیں تو آپ نے فرمایا کہ تو چاہے تو ہم

تیری بات پر غور کرتے ہیں اور اگر تو اپنی بات میں جھوٹا ہے تو تو اس آیت کا مصداق ہے:

﴿إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَأٍ﴾ (الحجرات: 6)

اگر تو اپنی بات میں سچا ہے تو تو اس آیت کا مصداق ہے:

﴿هَكَذَا مَثَلٌ بَنِيْنٌ﴾ (القلم)

”اور اگر تو چاہتا ہے تو تجھے معاف کر دیتے ہیں۔“

اس نے کہا: ”مجھے معاف کر دیں میں آئندہ کبھی بھی کسی کی چغلی نہیں کروں گا۔“

حماد بن سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”چغلی گھر کی تباہی کا ذریعہ ہے، چغل خور اللہ کی رحمت سے بعید ہے اور چغلی سے پر اس معاشرہ قتل و غارت کا شکار ہو جاتا ہے۔“

لقمان اپنے بیٹے کو نصیحت کر رہے ہیں: ”بیٹا! چند خصلتیں اپنے اندر پیدا کر لو تو تم لوگوں پر سرداری کرو گے: قریب اور دور والے سے اخلاق سے پیش آنا، باعزت انسان سے اپنی جہالت کو روکے رکھنا، اپنے بھائیوں کی حفاظت کرنا، رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرنا، ان کو ہر چغل خور کی بات قبول کرنے سے منع کرنا۔ کیوں کہ چغل خور فساد پھیلاتا ہے اور دھوکا دیتا ہے اور ایسے دوست بنانا جو تیری عدم موجودگی میں تیرے اوپر عیب نہ لگائیں تو بھی ان پر عیب نہ لگاتا۔“

امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”جو تیرے پاس کسی کی چغلی کرتا ہے تو یقیناً وہ تیری چغلی بھی کسی کے سامنے کرتا ہوگا۔“

انسان چغلی کیوں کرتا ہے؟

چغلی کرنے کے چند ایسے خفیہ عناصر ہیں جن کے باعث انسان چغلی جیسے قبیح عمل میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

۱ **لا علمی:** بہت سے لوگ چغلی کی حرمت کو بالکل نہیں جانتے وہ اس بات سے واقف ہی نہیں ہوتے کہ کسی بھائی کی چغلی کرنا بہت بڑا گناہ ہے اور گناہ انسان کو جہنم میں لے جاتے ہیں۔

۲ **غصہ دور کرنا:** بعض لوگ جانتے ہوئے بھی انسان کی چغلی کئے جاتے ہیں اور وہ محض اپنے دل کی آگ کو ٹھنڈا کرنے کیلئے ایسا کرتے ہیں اور لوگوں میں اس کے خلاف باتیں کرتے ہیں۔ یاد رکھنا چاہیے کہ عزت

کے لیے بغداد میں آپ نے مجھ سے دس دینار قرض لیے مجھے اتفاقاً سلطان مسعود بن محمد کی خدمت میں حاضر ہونے کا موقع ملا تو میں نے ان سے اس کا ذکر کیا۔ انہوں نے مجھے آپ کی خدمت میں پیش کرنے کے لیے پانچ سو دینار عطا کیے میں خوشی خوشی آپ کے پاس لایا مگر آپ نے کمال بے اعتنائی سے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ (سیر اعلام: ۱۲۲/۲۰ تذکرہ: ۸۶۳/۲ طبقات حدیث: ۵۹/۴)

واعظ:

دنیا کی بے ثباتی میں آپ کا وعظ انتہائی پر تاثیر ہوتا تھا۔ (تذکرہ: ۸۶۳/۲)

حج اور سنت نبوی کی پابندی:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر سے واپس آتے تو جب مدینہ منورہ کی چڑھائی دیکھتے (بعض روایات ہیں (درجات) یعنی درخت دیواریں) دیکھتے تو اور اپنی اونٹنی (سواری) کو تیز چلاتے۔ اگر کوئی اور جانور ہوتا تو اس کو ایزی لگاتے تھے۔ (بخاری: ۱۸۰۲ فتح الباری: ۶۲۰/۳ مسند احمد: ۱۵۹/۳)

امام ذہبیؒ نے اپنی کتاب میں واقعہ نقل کیا ہے کہ امام ابوسعیدؓ ایک روز حج کر کے واپس آئے تو اصفہان کے کثیر تعداد لوگ ان کے استقبال کے لیے شہر سے باہر نکلے۔ حضرت الامام گھوڑے پر سوار تھے۔ جناب لوگوں کے ساتھ آہستہ آہستہ چلتے رہے۔ جب شہر کے قریب پہنچے تو ایک دم گھوڑا دوڑا دیا اور لوگوں کو پیچھے چھوڑ کر اکیلے شہر میں داخل ہو گئے۔ لوگوں نے سوال کیا: آپ نے ایسا کیوں کیا تو سوال کے جواب میں فرمایا: ”میں نے سنت نبوی پر عمل کرتے ہوئے ایسا کیا ہے۔“

حضرت الامام نے اذیعتہ حج ادا کرنے کی سعادت حاصل کی۔ مورخ اسلام امام ذہبیؒ نے کہا کہ سفر حج میں گرمیوں کے ایام میں روزے رکھنے کی وجہ سے ان کا رنگ متغیر ہو گیا تھا اور مشقت کی وجہ سے گال پچک گئے تھے۔ (تذکرہ: ۸۶۳/۲ طبقات حدیث: ۵۹/۴)

وفات:

حضرت الامامؓ کی وفات نہادند میں ہوئی جبکہ وہ سعادت حج کے بعد وطن لوٹ رہے تھے ان کو اصفہان لایا گیا اور وہاں ہی دفن کیا گیا۔ علم و عمل اور سنت نبوی ﷺ کا داعی ربیع الاول ۵۴۰ھ کو داغ مفارقت دے گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ (سیر اعلام النبلاء: ۱۲۲/۲۰)

کو یہ بھی نہ بتائے کہ یہ چغل خور ایسا کرتا ہے تاکہ وہ خود اس کی طرح نہ بن جائے۔

چغلی سے بچنے کے لئے راہنما اصول:

✽ اپنی زبان کو اللہ کے ذکر سے ترکھنا چاہیے۔
✽ چغلی کے متعلق قرآنی آیات، احادیث نبویہ اور سلف صالحین کے اقوال کو مد نظر رکھنا چاہیے۔
✽ اس بات کو یاد رکھنا چاہیے کہ جو دوسروں کے عیوب تلاش کرتا ہے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کے عیوب کو لوگوں کے سامنے فاش کر دے گا۔
✽ اسے جاننا چاہیے کہ زبان کی حفاظت جنت میں داخلے کا بہترین سبب ہے۔

✽ چغل خور کو چغلی کرنے سے قبل سوچنا چاہیے کہ کل قیامت کے دن جس کی میں نے چغلی کی ہے وہ میری نیکیاں لے جائے گا اور بدلے میں مجھے اس کے گناہ ملیں گے۔

✽ جس کی چغلی کا ارادہ ہو اس کے لیے اللہ کے حضور دعا کرنی چاہیے۔

✽ موت، عذاب قبر اور آخرت کی ہولناکیوں کو ہر لمحہ یاد رکھنا چاہیے۔ اللہ پاک ہمیں عمل کی توفیق دے۔

بقیہ

الامام الحافظ ابوسعید محمد الاصفہانی تھے۔ (سیر اعلام: ۱۲۰/۱۹ تذکرہ: ۸۶۳/۲ ہجری: ۲۲۰/۱۲) مجھے یاد ہے کہ حضرت الشیخ علامہ مفکر المجدد مولانا عطاء اللہ حنیف بھی سادہ زندگی گزارتے رہے ایک موقع پر ملاقات کے وقت فرمایا:

”کلف کرنے والا انسان علم سے دور رہتا ہے۔“

ابوسعید اپنی کتاب معجم میں ذکر کرتے ہیں کہ میں نے حرمین میں آپ سے حدیث لکھی اور آپ نے مجھ سے ایک دن میں ان کے گھر حاضر ہوا دروازے پر کھڑے کھڑے دیر ہو گئی جب حضرت الامام باہر نکلے تو بولے کہ آپ کو کھڑے رہنے کی زحمت اٹھانا پڑی میں نے عرض کیا محدث کے دروازے پر کھڑا ہونا باعث عزت ہے۔ پوچھا کہ اس کلمہ میں تمہارا کوئی استاذ ہے؟ میں نے عرض کیا جناب کوئی نہیں۔ حضرت الامام نے فرمایا: پھر تم اس کلمہ کے استاذ ہو۔ (سیر اعلام: ۱۲۱/۲۰ طبقات حدیث: ۵۹/۴ تذکرہ: ۸۶۳/۲)

ابوالفتح محمد بن علیؒ کہتے ہیں: ایک دفعہ کسی ضرورت

اور ذلت صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

✽ کسی کو نقصان پہنچانا: بعض دفعہ چغلی کا مقصد دوسروں کو نقصان پہنچانا ہوتا ہے حالانکہ مسلمان کو کسی بھی حالت میں نقصان نہیں پہنچانا چاہیے۔ ایسی صورت میں انسان اپنے بھائی کی چغلی بھی کر رہا ہوتا ہے اور نقصان بھی پہنچا رہا ہوتا ہے۔

✽ دوستوں کا تقرب: بہت سے اپنے عزیزوں اور اعلیٰ طبقہ کے لوگوں کو خوش کرنے کے لئے ان کے سامنے لوگوں کی چغلی کرتے ہوئے ان کی رضامندی اور اللہ کی ناراضگی خرید لیتے ہیں۔

✽ ہنسی مذاق: کتنے ہی ایسے لوگ ہیں جن کی کوئی بھی مجلس چغلی سے خالی نہیں ہوتی، بات بات پہ چغلی ان کا وطیرہ بن چکا ہوتا ہے، وہ ہنسی مذاق میں چغلی جیسے مذموم عمل کا ارتکاب کرتے رہتے ہیں۔

✽ سستی شہرت کا حصول: بعض لوگ، لوگوں کی چغلی فقط اس لیے کرتے ہیں کہ میرا نام روشن ہوگا اور لوگ مجھے بہادروں کی لسٹ میں شامل کریں گے، جو حقیقت کے بالکل برعکس ہے۔

چغل خور سے برتاؤ کیا؟

قارئین کرام! ہمارے پاس کتنے ہی ایسے لوگ ہیں جو دوسروں کی چغلی کرتے ہیں تو ان سے بعض وعدات رکھنے کی بجائے درج ذیل چیزیں اپنانا چاہیں:

✽ چغل خور کی تصدیق نہ کرے اس لیے کہ اس کی گواہی مردود ہے کیونکہ قرآن مجید نے اسے فاسق ٹھہرایا ہے۔

✽ اسے چغلی سے باز کرے کیونکہ برائی سے روکنا واجب ہے۔

✽ اس سے اللہ کے لیے دشمنی رکھے اس لیے کہ وہ نافرمان ہے اور نافرمانوں سے دشمنی واجب ہے۔

✽ اپنے غیر موجود بھائی (جس کی چغلی کی گئی) کے بارے میں برا گمان نہ کرے کیونکہ مسلمان کے بارے میں برا خیال کرنا حرام ہے۔

✽ اس کی جاسوسی نہ کرے کیونکہ تجسس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔

✽ چغل خور کی اس بری حرکت میں شریک نہ ہو لہذا کسی

خراج تحسین

حضرت العلام کو بہت سے اہل علم و دانش و محدثین نے خراج تحسین پیش کیا ہے، شیخ سمعی نے کہا:

[حافظ دین، خیر، حسن السیرۃ]

”حافظ حدیث، دین دار، نیک سیرت انسان تھے۔“

(سیر اعلام: ۱۲۰/۲۰)

دوسری جگہ امام ذہبیؒ نے قول نقل کیا ہے:

[کان حافظاً کبیراً تام المعرفة]

”بہت بڑے حافظ حدیث، فن حدیث میں

معرفت تامہ رکھنے والے محدث، عالم تھے۔“

(تذکرہ: ۸۶۳/۲، سیر اعلام: ۱۲۱/۲۰)

ابن ناصرؒ نے ان کی تعریف میں کہا:

[کان ثقة متقناً دیناً خیراً واعظاً]

”حضرت العلام ثقہ، متقی، دیانت دار اور بہت

بڑے اچھے واعظ تھے۔“ (شذرات الذہب: ۱۲۵/۳)

امام ابن نجارؒ کا بیان ہے کہ

[هو امام في الزهد والحديث واعظ]

”آپ زہد اور حدیث کے امام اور واعظ تھے۔“

آپ حدیث کے موضوع پر بڑی عمدہ بحث فرمایا کرتے تھے، ان سے حافظ شجاع ذہلی نے حدیث لکھی۔

(سیر اعلام: ۱۲۲/۲۰، تذکرہ: ۸۶۳/۲، طبقات حدیث: ۵۹/۳)

حافظ صحیح مسلم

جیسا کہ آپ کے محاسن میں ذکر کیا گیا ہے کہ بے

بدل حافظ حدیث تھے، اسی طرح حضرت العلام کو صحیح مسلم

جس کو بخاری شریف کے بعد عند المسلمین و علماء حدیث

مقام حاصل ہے زبانی یاد تھی۔ (یعنی از برقی) علامہ کرام

کو زبانی یادداشت سے حدیث لکھوایا کرتے تھے۔ (تذکرہ

۸۶۳/۲، سیر اعلام: ۱۲۲/۲۰)

عادات و خصائل

① سادہ زندگی بسر کرتے تھے، تکلف سے دور رہتے تھے۔

② بازار جاتے وقت اکثر سر پر معمولی رومال لپیٹ لیتے تھے۔

③ امام ابن جوزیؒ حضرت کے شاگرد کا بیان ہے کہ

آپ کے اخلاق لطیفہ اور محاسن جلیلہ کا مشاہدہ کرنے

کا بہت موقع ملا، حضرت کھانا کھاتے وقت رویا

کرتے تھے۔

④ تارک للتکلف، یعنی آپ تکلف سے کوسوں دور رہتے

امام الحافظ احمد بن محمد بن حسن الاصفہانی

ترجمہ: جناب مولانا محمد شرف جاوید

رحلت:

محدثین کی اس زمانہ میں بہت بڑی ہمت تھی کہ وسائل کے نہ ہونے کے باوجود وہ مشقت کو برداشت کرتے ہوئے حصول علم و ترویج حدیث کے لیے تکالیف کو سہتے ہوئے ان کے عزم و ہمت میں کوئی چیز مانع نہ ہو سکی۔ اسی طرح حضرت الامام احمد اصفہانی نے ۱۶ سال کی عمر میں مشہور محدث ابونصور زہبی سے کسب فیض کیا۔

امام ابن جوزیؒ کہتے ہیں کہ آپ نے اصفہان اور مکہ معظمہ کے درمیان بار بار سفر کیا، میں نے آپ سے حدیث کا بہت سماع کیا۔ (تذکرہ: ۸۶۳/۲)

عقیدہ:

اگر انسان کا عقیدہ کتاب و سنت اور سلف صالحین کے مطابق ہو تو وہ طریقہ رسول اللہ ﷺ پر قائم و دائم رہتا ہے۔ چوتھی صدی کے بعد عقائد کی خرابیاں مسلمانوں میں پیدا ہو گئیں تو کوئی حنفی، کوئی اشعری، کوئی شافعی، مالکی، حنبلی، ماتریدی، معتزلی وغیرہ کہلانے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے محدثین کرام پر رحمت فرمائی جن کی بدولت آج اصل اسلام ہمیں نظر آ رہا ہے۔

حضرت الشیخ بھی کتاب و سنت اور سلف صالحین کے قبیح تھے، امام ذہبیؒ نے ان کا عقیدہ یوں ذکر کیا ہے:

[قال السمعاني، ثقة، متقناً، حافظ، دین، خیر]

حسن السیرۃ، صحیح العقیدہ، علی طریقہ

السلف الصالح، متقناً۔ (سیر اعلام: ۱۲۰/۱۹)

بدایہ: ۲۲۰/۱۲، طبقات حدیث: ۵۹/۴

شذرات الذہب: ۱۲۵/۴، تذکرہ: ۸۶۳/۲)

”امام ابوسعید سمعی کہتے ہیں کہ آپ ثقہ، متقی،

حافظ دین دار، نیکوکار، بہترین سیرت کے حامل،

سلف کے مطابق صحیح و درست عقیدہ پر تھے۔“

یوں کہنا چاہیے کہ حضرت الشیخ فکر الحمدیث کے

بہت بڑے داعی تھے۔

آپ کی کنیت ابوسعید تھی جیسا کہ امام ذہبی اور دیگر مؤرخین نے ذکر کی ہے۔ (سیر اعلام: ۱۱۹/۲۰، طبقات الحدیث: ۵۸/۳، شذرات الذہب: ۱۲۵/۳، البدایہ والنہایہ: ۲۲۰/۱۲، تذکرہ الحفاظ مترجم: ۸۶۳/۲)

مگر نجوم الظاہرۃ اور تاریخ کامل نے ابوسعید لکھی ہے۔ (سیر اعلام: ۱۱۹/۲۰، حاشیہ) ایسا محسوس ہوتا ہے کہ دو نقطے بڑھ گئے ہیں۔

امام ذہبی نے ان کا نسب نامہ یوں نقل کیا ہے: ابوسعید احمد بن محمد بن حسن البغدادی الاصل الاصفہانی۔

(سیر اعلام: ۱۱۹/۲۰، شذرات الذہب: ۱۲۵/۳، بدایہ: ۲۲۰/۱۲، تذکرہ: ۸۶۳/۲)

شیخ کی تعریف ان الفاظ سے مؤرخین نے کی ہے:

”شیخ الاسلام، الحافظ، الثقة، المسند“

المحدث۔ (سیر اعلام النبلاء: ۱۱۹/۲۰)

پیدائش

حضرت الامام کی پیدائش صفر ۳۶۳ھ کو اصفہان میں ہوئی۔ (سیر اعلام: ۱۱۷/۲۰، طبقات علماء حدیث: ۵۸-۳)

سائنہ کرام

حضرت الامام نے بہت سے اہل علم سے فیض حاصل کیا ہے، چند ایک اسماء یہ ہیں: فضل بن منہ، محمد بن احمد بن ماجہ، ابہری، ابونصور بن شکریہ، محمد بن احمد، محمد بن الکیمر، محمد بن بدیع، الحاجب، سلیمان بن ابراہیم۔ آپ نے ابوعبداللہ بن منہ کے دونوں بیٹوں ابوالقاسم و ابو عمرو سے بھی سماع کیا تھا۔ (تذکرہ: ۸۶۳/۲، سیر اعلام النبلاء: ۱۲۰/۲۰)

حضرت الامام نے اس طبقہ کے دوسرے علماء سے سماع کیا، ان کے علاوہ عاصم بن حسن، مالک بن بائانی اور اس وقت کے محدثین سے استفادہ کیا، آپ کے سب سے مشہور استاذ شیخ عبدالجبار بن عبداللہ بن برزہ جو بہت بڑے واعظ تھے۔



نام کتاب: مجلہ بحر العلوم (میرپور خاص)

خصوصی اشاعت (مولانا قاری عبدالحق رحمائی نمبر)

مدیر مجلہ: افتخار احمد تاج الدین الازہری

صفحات: 298 اعلیٰ کاغذ خوبصورت طباعت

تبصرہ نگار: (مولانا) عبدالسلام زاہد

علماء انبیاء علیہ السلام کے وارث ہیں اور یہ عالم پر منحصر ہے کہ وہ کتنی وراثت سمیٹ سکتا ہے اس کے حصول کے لیے کیسی محنت اور لگن دود کرتا ہے۔ آنحضرت ﷺ سے لے کر آج تک تاریخ کے صفحات کی ورق گردانی کی جائے تو سینکڑوں ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں علماء مختلف علوم فنون میں مہارت و کمال کے بلند ترین درجے پر فائز اور متمکن نظر آتے ہیں۔ اسی سلسلہ الذہب کے ایک روشن ستارے ہمارے مدوح قاری القرآن خطیب ملت ترجمان اہل حدیث علامہ قاری حافظ عبدالحق رحمائی ہیں جن کی شخصیت عظیمہ پر جامعہ بحر العلوم السلفیہ میرپور خاص سندھ نے ایک وقیع جامع المعقول والمنقول نمبر شائع فرمایا ہے۔

ہمارے نزدیک جامعہ کے ذمہ داران کا یہ انتہائی شاندار عمل ہے کہ اہل حدیث افراد میں اسلاف کی محبت اور اکابر کا احترام اور محسنین کے کارہائے نمایاں کو اجاگر کرنے کا جذبہ اور احسان شناسی کا جذبہ بیدار ہے۔ حضرت قاری صاحب کی شخصیت ہمہ جہت تھی آپ ایک کامیاب مبلغ اور پر تاثیر واعظ خوش الحان قاری و بنگ خطیب بہترین مناظر منجھے ہوئے مدرس مؤثر منتظم تجربہ کار متبحر نبض شناس داعی بے باک نقاد مجلس کی جان محفل کی شان مدہی سیاسی اور سماجی الغرض ہر حوالے سے وسیع حلقہ رکھتے تھے اور ہر محفل کے سرخیل ہوا کرتے تھے۔

اس خاص نمبر کو مندرجہ ذیل سات ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے:

① سوانح ② شخصیت

③ تاثرات ④ انٹرویوز

⑤ خطبات ⑥ وفات حسرت آیات

⑦ سندھی مضامین

شخصیات کے متعلق جو خاص نمبر شائع کیے جاتے ہیں درحقیقت یہ تاریخی دستاویز ہوتے ہیں ان میں کمال احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔ حسن ظن تو یہی ہے کہ اس مجلہ کے بارے میں اپنی بساط کے مطابق ادارہ مجلہ نے کوشش کی ہوگی لیکن اس کے باوجود بعض تسامحات اور فروگزاشتیں درآئی ہیں جن کی

نشانہی بھی ضروری ہے اور اصلاح بھی تاکہ وہ تسامحات تاریخی غلطیاں نہ بن جائیں۔

تاریخ ولادت کے متعلق بعض قلم کاروں کا خیال ہے کہ ۱۹۲۵ء ہے جبکہ بعض کے نزدیک ۱۹۵۲ء ہے بعض نے ۱۹۸۹ء تحریر کی ہے اور ایک سوانح نگار کے مطابق ۱۹۲۱ء ہے۔ اسی طرح تاریخ وفات کے بارے بعض نے ۳ دسمبر اور بعض نے ۶ دسمبر تحریر فرمائی ہے جبکہ ۱۹۵۷ء میں آپ کے بھارت جانے کے حوالے سے بیان میں اس وقت آپ کی عمر ۳۵ سال لکھی ہے حالانکہ مذکورہ تاریخ ہائے ولادت کے حوالے

اعلان قری

✽ امیر محترم سینیٹر پروفیسر ساجد میر حفظہ اللہ نے درج ذیل احباب کا ان کی دینی و جماعتی خدمات کو سراہتے ہوئے تقریر نامہ جاری فرمایا ہے۔

جناب مولانا صادق عتیق صاحب کو نائب ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان،

جناب مولانا عنایت اللہ رحمائی اور جناب مولانا مقصود احمد صاحب کو رکن مجلس عاملہ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان نامزد کیا ہے۔

امید ہے مندرجہ بالا احباب پہلے سے بڑھ کر دینی تنظیمی و مسلکی امور میں دل چسپی لیں گے اور اپنی صلاحیتوں و وسائل کے ذریعے جماعت کے استحکام و قیام اور ترقی کے لیے سعی و جدوجہد کریں گے۔

(ڈاکٹر حافظ عبدالکریم..... ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان)

خصوصی اشاعت

✽ مجلہ ”اہل حدیث“ کا آئندہ شمارہ عید الاضحیٰ اور یوم الوطنی (السعودیہ) کے حوالے سے مشترکہ خصوصی اشاعت پر مشتمل ہوگا۔ ان شاء اللہ قارئین کرام اور ایجنسی ہولڈرز مطلع رہیں۔ (ادارہ)

مولانا خالد سیف اللہ (گوجرانوالہ) کو صدمہ والدہ محترمہ انتقال کر گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

✽ گذشتہ دنوں مولانا خالد سیف اللہ (ناظم نشر و اشاعت ضلع گوجرانوالہ و ناظم تبلیغ تحصیل کاموکی) کی والدہ محترمہ قضائے الہی سے وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ صالحہ پابند صوم و صلاۃ اور شب بیدار خاتون تھیں۔ ان کی نماز جنازہ آبائی علاقے کنجاہ ضلع گجرات میں علامہ طارق محمود یزدانی نے پڑھائی۔ جنازہ میں احباب جماعت کے علاوہ سیاسی و سماجی شخصیات نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ تدفین کے بعد قبر پر دعا حافظ عبدالحمید عامر صاحب نے کروائی۔ دعا ہے کہ رب ذوالجلال مرحومہ کی خطاؤں سے درگزر فرما کر جنت الفردوس عطا فرمائے اور جملہ لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ آمین! ادارہ جہاں مرحومہ کی مغفرت تامہ کے لیے دعا گو ہے وہاں پسندگان کے اس صدمہ میں شریک ہے۔ (ادارہ)

الاسلام ڈائری 2016ء

- جماعتی جذبوں کی آئینہ دار
- ایک دعوت ایک پیغام
- ہر پڑھے لکھے فرد کی ضرورت

حسب سابق ڈائری زیر ترتیب ہے اگر آپ چاہتے ہیں کہ ڈائری ماہ دسمبر میں آپ کو مل سکے تو آج ہی رابطہ کیجیے۔ اشتہارات اور ضروری فون نمبر آج ہی بھیج دیں

ایک صفحہ اشتہار فورکلر	2500/- روپے
ایک صفحہ اشتہار ایک کلر	1500/- روپے
نصف صفحہ ایک کلر	1000/- روپے

شناختی کارڈ (محمد بشیر انصاری) 34101-3207371-5

رابطہ: الامجدیٹ پبلیکیشنز 106 راوی روڈ لاہور
0321-6487892 - 042-37720257
0300-4478611 - 055-4443265

عالمی ادارے بھارتی جارحیت کا نوٹس لیں

گوجرہ..... تحصیل گوجرہ کے سرپرست مولانا عبدالقادر عثمان نے کہا ہے کہ اقوام متحدہ و دیگر عالمی ادارے پاکستان میں بھارت کی مسلسل گولہ باری اور جارحیت کا فوری نوٹس لیں۔ اب تک وطن عزیز میں کئی افراد بھارتی انوائج کی گولہ باری سے شہید اور زخمی ہو چکے ہیں۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے چک نمبر 98 ج ب کوٹلی اور 155 گ ب چاہلاں میں جماعتی کارکنوں سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔

منجانب: محمد سرفراز حسن ناظم نشر و اشاعت تحصیل گوجرہ

دعائے مغفرت

جامع مسجد بلال اہل حدیث بی بلاک الفیصل ٹاؤن لاہور کے رکن ذوالقرنین صاحب کی پھوپھی رضائے الہی سے انتقال کر گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! مرحومہ کی نماز جنازہ قاری احسان الحق حقانی ناظم الفیصل ٹاؤن نے پڑھائی۔ قارئین کرام مرحومہ کی مغفرت اور پسماندگان کے لیے صبر جمیل کی دعا فرمائیں۔

منجانب: محمد طلحہ سیف اللہ خادم

جنرل سیکرٹری AYF الفیصل ٹاؤن لاہور کینٹ

وی پی آدھاہے

جن قارئین کرام کا سالانہ چندہ ختم ہو چکا ہے انہیں مفت روزہ اہل حدیث وی پی بھیجا جا رہا ہے۔ جسے وصول کرنا ان کا جماعتی و اخلاقی فرض ہے۔ (ادارہ)

اخبار الجماعۃ

دعائے صحت کی اپیل

جناب مولانا حنیف ربانی امیر ضلع گوجرانوالہ بازو کے آپریشن کی وجہ سے صاحب فراش ہیں احباب جماعت ان کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لیے خصوصی دعا فرمائیں۔
دعا گو: خالد سیف اللہ ناظم اطلاعات ضلع گوجرانوالہ

ناظم اعلیٰ پنجاب کی پاکستان میں تشریف آوری

میاں محمود عباس ناظم اعلیٰ پنجاب 28 اگست کو پاکستان پہنچے۔ جامع مسجد مسلم اہل حدیث پاکستان میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ پاکستان پہنچنے پر ہنرمند مولانا عبدالغفار گجر رائے محمد اسماعیل، حافظ ذوالفقار، حافظ عبدالنواب وقاری ساجد الرحمن اور میاں فہد حسین بھیٹی نے آپ کا استقبال کیا۔ خطبہ کے بعد پریس کانفرنس سے بھی خطاب کیا جس میں تمام ذمہ داران نے شرکت کی۔ حکیم لطف اللہ نے مہمانوں کے اعزاز میں ظہرانہ دیا۔ بعد ازاں سردار علی صاحب کی دعوت پر مدینۃ القرآن پاکستان پہنچے۔ نماز سے قبل جماعتی کارکردگی کے حوالہ سے گفتگو ہوتی رہی نماز عصر کی امامت جناب میاں صاحب نے فرمائی اور درس قرآن وحدیث بھی ارشاد فرمایا۔
منجانب: رائے محمد اسماعیل کھل

ASF لاہور کا اجلاس

اہل حدیث سٹوڈنٹس فیڈریشن لاہور کا اجلاس 30 اگست بروز اتوار چوگی امر سہولہ لاہور میں حافظ صفوان احمد فاروقی کی زیر صدارت ہوا۔..... فیصلہ: ☆ آل پاکستان طلبہ سیمینار کی تیاری کرنا ☆ لاہور میں غازی اسلام رانا شفیق خاں پسروی اور حافظ بابر فاروق رحیمی کی سرپرستی میں کام کرنے کا عزم ☆ اسلامی نصاب تعلیم کے تحت پروگرام کروانے کا فیصلہ۔ شرکاء اجلاس: محمد مدثر، حافظ طلحہ عبدالحفیظ کلیم، محمد عثمان، محمد انعام

منجانب: سفیان عارف رابطہ سیکرٹری ASF لاہور

مدرسہ رحمانیہ تعلیم القرآن والحدیث کا اجراء

مرکزی جامع مسجد مبارک اہل حدیث فاروقہ، ضلع سرگودھا میں نئی مدرسہ کمیٹی تشکیل دی گئی ہے جس نے نئے نام کے ساتھ مدرسہ کے انتظام کو سنبھالا ہے جس میں حفظ و ناظرہ کے بچے تعلیم حاصل کریں گے۔ حدیث کی تعلیم کے لیے بعد نماز عشاء روزانہ مولانا حافظ عبدالغفور صاحب بخاری شریف کا درس دیں گے۔

بھارتی جارحیت کھلم کھلا اعلان جنگ ہے

اسلام آباد..... ملک میں دہشت گردی کی صفائی کے لیے بھارتی مداخلت ختم کرنا ہوگی۔ آئے روز کنٹرول لائن پر بھارتی جارحیت کھلم کھلا اعلان جنگ ہے۔ اینٹ کا جواب پتھر سے دینے کی ضرورت ہے۔ آج قوم میں 65ء والا جذبہ بیدار کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ ان خیالات کا اظہار مرکزی جمعیت اہل حدیث اسلام آباد کے رہنماؤں حافظ مقصود احمد امیر، چوہدری محمد یوسف سلفی ناظم قاری ظہیر احمد سینئر نائب ناظم، حافظ عابد رشید ناظم مالیات اور ایم این اے سلفی ناظم رابطہ نے اپنے مشترکہ بیان میں کیا۔ انہوں نے کہا کہ پاکستانی قوم افواج پاکستان کے شانہ بشانہ کھڑی ہے۔ بھارتی جارحیت کا منہ توڑ جواب دینے کی بھرپور صلاحیت رکھتی ہے۔ قوم بھارت سے نرمی سے نہیں سختی سے خون کا حساب چاہتی ہے۔ (منجانب: ایم این اے سلفی)

وفاق المدارس السلفیہ میں اول پوزیشن

حفظ و تجوید و قراءت کی معیاری درس گاہ ربانیہ اسلامک سنٹر ہاشمی کالونی کنگنی والا گوجرانوالہ کے طلبہ نے وفاق المدارس السلفیہ پاکستان کو تجوید کا امتحان دیا جس میں چار طلبہ قاری کلیم اللہ ربانی نے 200 میں سے 185 قاری عثمان عبدالحمید ربانی، قاری محمد عرفان، عبدالرحمن اور قاری مصعب عرفان ربانی نے اول پوزیشن حاصل کی ہے۔

طالب دعا: (قاری) عنایت اللہ ربانی کاشمیری

دعائے صحت کی اپیل

محمد عدنان اولیاء نمائندہ پیغام ٹی وی سٹی گوجرانوالہ اور ایڈیٹر اخبار پیغام نیوز بیمار ہیں۔ احباب جماعت ان کی صحت یابی کے لیے دعا فرمائیں۔ رابطہ: 03006450506
قاری ابوبکر منشاوی مدرس جامع مسجد المکرم گوجرانوالہ عرصہ چار ماہ سے سخت علیل ہیں۔ قارئین ان کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لیے اللہ تعالیٰ کے حضور خصوصی دعا فرمائیں۔..... منجانب: حافظ محمد نواز بٹ

حافظ ابوطلحہ محمد ارشد یزدانی خطیب جامع مسجد اقصیٰ الامجدیٹ سعید پارک لاہور کی اہلیہ محترمہ بعارضہ جگر جنرل ہسپتال لاہور میں زیر علاج ہیں۔ احباب جماعت سے دعائے صحت کی اپیل ہے۔ 0306-4460253

انا للہ وانا الیہ راجعون

محمد جاوید محمدی کو عظیم صدمہ!

معروف جماعتی کارکن اور کیٹ وکٹ سنٹر ایوان علم بلازہ اردو بازار لاہور کے بڑے بھائی جناب فاروق طارق مختصر علالت کے بعد 13 اگست 2015ء کو انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! مرحوم بڑے متدین، صوم و صلوة کے پابند اور خلیق انسان تھے۔ انہوں نے پسماندگان میں چار بیٹے اور ایک بیٹی سوگوار چھوڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی بشری لغزشوں سے درگزر فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطاء فرمائے۔ ادارہ محمدی صاحب اور جملہ پسماندگان کے صدمہ میں شریک اور صبر جمیل کے لیے دعا گو ہے۔ محمد جاوید محمدی صاحب کا رابطہ: 0300-4358548 (ادارہ)

ضلع ڈیرہ غازی خان کے سینئر نائب امیر پروفیسر خالد محمود اظہر کے والد محترم گذشتہ دنوں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! ان کی غائبانہ نماز جنازہ مرکز اہل حدیث جام پور میں پڑھائی گئی۔ مولانا محمد سلیم راجہ ضلعی امیر نے دعائے مغفرت کی۔ احباب سے گزارش ہے کہ محترم خالد محمود اظہر کے والد محترم کے غائبانہ لیے دعائے مغفرت فرمائیں

شریک غم: محمد اسماعیل ساجد جام پور
مرکزی جامع مسجد الحمدیٹ چک پنڈی ضلع گجرات کے مؤذن سید ولایت حسین 20 اگست بروز جمعرات اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ جگہ عطا فرمائے اور متعلقین کو صبر جمیل سے نوازے۔ شریک غم: صاحبزادہ قاری عبدالغفار صدیقی

جوہر نایاب

جدید طبی ریسرچ (مالپوس ہونا گناہ ہے۔)

بے اولاد حضرات کے لئے قومی شفا خانہ نے 30 سالہ طبی ریسرچ کے بعد ایک ٹانک "جوہر نایاب" تیار کیا ہے۔ اسے استعمال کر کے اپنی تازہ رپورٹ کے ساتھ ملیں۔ ان شاء اللہ رپورٹ اچھی ہوگی۔

قومی شفا خانہ نوشہرہ روڈ گوجرانوالہ

0345-6213064

عرصہ 47 سال سے مسجدوں کی خدمت میں پیش پیش



گولڈن

مکمل ایمپلی فائر
خود تیار کردہ
دستیاب ہیں۔

نام ہی کافی ہے

مساجد کے لئے خصوصی رعایت

ایمپلی فائر لاؤڈ سپیکر (رجسٹرڈ)

امپورٹڈ U.P.S

نہی دستیاب ہیں۔

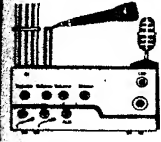
ہمارے ہاں نئے ایمپلی فائر آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

یونٹ، مائیک ہارٹینڈ اور متعلقہ سپیر پارٹس اور مرمت کا کام تسلی بخش کیا جاتا ہے۔

0300-6430739

055-4213430

چوک نیائیں نزدیکی کالج گوجرانوالہ



الکرم لاؤڈ سپیکر اینڈ ایمپلی فائر

نام ہی کافی ہے

نئے لاؤڈ سپیکر کی مکمل
دراستی دستیاب ہے۔

ایمپلی فائر جدید ٹیکنالوجی کے ساتھ (نئی ورائٹی)

محمد ذیشان ربانی
0343-6007696

فضل مارکیٹ دوکان نمبر 2 چوک نیائیں گوجرانوالہ

055-4212804, 4226706-0300-6430029

پروپرائیٹرز ایم اکرام مغل (ماہر مکنیک)

مساجد اور مدرسوں کیلئے خصوصی رعایت

ایمپلی فائر لاؤڈ سپیکر
ایڈسٹونڈ سٹم

سپر سٹار

0333-8294645

055-4237974

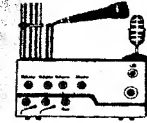
0312-7343693

ہمارے ہاں نئے ایمپلی فائر آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

یونٹ، مائیک ہارٹینڈ اور متعلقہ سپیر پارٹس اور مرمت کا کام تسلی بخش کیا جاتا ہے۔

حافظ آباد روڈ چوک نیائیں نزدیکی فضل مارکیٹ گوجرانوالہ

Al-Fatah
Loud Speaker Amplifier



پروپرائیٹرز محمد عثمان

الفتح ایمپلی فائر لاؤڈ سپیکر

نیا ایمپلی فائر کی بہترین دراستی دستیاب ہے

ہمارے ہاں نئے و پرانے ایمپلی فائر، یونٹ، مائیک، ہارن، طوطی ہارن، شینڈ، U.P.S، کالم سپیکر بازار سے رعایت خریدیں نیز مرمت کوالیفائیڈ مکنیک کے پاس تشریف لائیں۔

Mob: 0321-7432246

Mob: 0334-7967107

Ph: 055-4230167

نیائیں چوک نزدیکی کالج گوجرانوالہ

محبون تسکین دل



دل کے تمام امراض کے لیے مفید ہے۔

دل کے درد، شریانوں کی بندش، دل کی کمزوری، دل کی گھبراہٹ
دل کا بے ترتیب اور تیز چلنا، بلڈ پریشر کا کم یا زیادہ ہونا **قیمت**
اور دل کے دیگر امراض کی اصلاح کرتا ہے۔ 1200 روپے
جگر و معدہ کی اصلاح کر کے نیا خون پیدا کرتا ہے۔ **وزن 500 گرام**
عام جسمانی کمزوری میں بھی انتہائی مؤثر اور مفید ہے۔

آب سیب	آب انار	آب ارک	درق نقرہ	ختم خونی
آب بھٹی	آب لیمون	شہد خالص	بہن سفید	خود بخود
زعفران	مروارید	درق طلا	تکثیر	ہار گوبیہ
ابریشم	گل سرخ	گل نیلوفر	ختم کاسو	درق مقلی
صندل سفید	طباشیر	آملہ	جود مر جان	مغز ترور
گل وچ	الاجی خورد	کبر بائی	بہن سرخ	

سٹار لائن ڈیٹیکٹو اینڈ سٹریٹنگ کالونز فیصل آباد

پاکستان
بھریں
فری
ہوم ڈیلیوری
0314-3085577

مکمل علاج مکمل خوراک

قیمت 3000 روپے
وزن 600 گرام

فیصل

محبون قوت اعصاب زعفرانی



☆ خوشگوار زندگی کے لمحات مزید پر کیف
☆ ہضم کی درستگی اور پیدائش خون میں اضافہ کا ضامن
☆ ہڈیوں، پٹھوں کی کمزوری اور تھکاوٹ کیلئے مفید

زعفران	جافضل	ناگرموتھ	مغز بندق	آرد خما	جود آہن
مصطلی	جلوتری	تج	مغز بنولہ	سنگسازا	لکٹہ چاندی
مروارید	دارچینی	اکر	الاجی خورد	چغ کا کج	شکوفہ اذخر
درق طلا	لوگ	ماکس	الاجی کلاں	دش عشق پیچہ	33 اجزاء
درق نقرہ	گونہ کبر	جز موکلے	ترنجبین	مالچر	
مغز چلتوزہ	مغز بادام	رس کٹوائی	بہن سفید	گونہ کتیرہ	

کورسز بذریعہ ڈاک منگوانے کیلئے قیمت
ملاقات کرنے کیلئے فنانس کے لیے وقت کے
میزان بینک سیونگ اکاؤنٹ نمبر
70010101053034
ایزی پیسہ اکاؤنٹ نمبر
034575451199
شاختی کارڈ نمبر
35103-1466875-3
رابطہ نمبر
0345-7545119
0313-7545119

دھی انسانیت کے نام

آج بیمار انسانیت اتنی معالجن کے ہاتھوں اپنا مرض بڑھا کر سسک سسک کر دم لے رہی ہے میرے بھائیو! صحیح علاج کیلئے دوا کے ساتھ ساتھ تدابیر اور غذائی موافقت بھی لازمی ہے یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ خونی تیجش ہوں اور نیکے کباب روٹس وغیرہ کھاتے جائیں اور پھر شفاء کی امید رکھی جائے اسی طرح یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ گوشت خوری بھی کی جائے اور تیزابیت بھی نہ ہو دودھ اور چاول کھاتے جائیں اور نزلہ زکام کو فائدہ ہو جائے۔ میرے بھائیو! حکمت بچوں کا مکمل نہیں یہ طویل ترین ریاضت تجربہ اور محنت کے ساتھ ساتھ قلب و نظریہ پاکیزگی اور توجہ الی اللہ کے بغیر حاصل نہیں ہوتی۔ فیصل تعالیٰ چالیس سالہ تجربہ کے دوران بے شمار ملکی و غیر ملکی مرینیوں کا علاج کر چکا ہوں۔ طبیہ کالج کا سابقہ لیچرار ہوں اور دواوارڈ ایک گولڈ میڈل حاصل کر چکا ہوں خدا نخواستہ آپ یا آپ کے جاننے والے کسی بھی مرض میں مبتلا ہے تو ایک مرتبہ مجھے علاج کا موقع ضرور دیں۔ انشاء اللہ شفاء کاملہ و عاجلہ ہوگی۔ ہمارے تیار کردہ کورسز میں کوئی نشہ آور، کوئی زہریلی، کوئی ایلوپیتھک دوا نہیں ہے جس لیبارٹری سے چاہیں چیک کر وائیں۔ ہمارے 15 روزہ کورسز درج ذیل ہیں

ادجار	سرچرانا	بہرہ من	مری	کڑا پڑنا	دل کا دورہ	اماس	یورک ایڈ
عصاب	خواب میں ڈرنا	بند زلہ	رعشہ	کیرا	دل میں سوراخ	دائمی قبض	فالج
شفیقہ	سرام	کھیر	تخ جنون	دمہ	دل کال بند ہونا	قولنج	اعضاء کا سن ہونا
سبات	حواس باختہ ہونا	مونہ بہ سے بدبو	خاموش جنون	تپ دق	بھوک بند ہونا	اپینڈیکس	اعصابی کمزوری
بے خوابی	سکتہ	رال بہنا	ٹینشن	ٹی بی	بھوک کی زیادتی	بھگد	ایزوپرمیا
نسیان	ضعیفہ بصر	لکنت	دل ڈوبنا	بلڈ پریشر	السر	گیس	سدا جوانی

حکیم حاجی عبدالکریم بھٹی نئی منڈی حبیب آباد تحصیل پتوکی ڈویژن لاہور
Email: hakeemkarimbhti@hotmail.com



یونیورسٹی آف سرگودھا کی Affiliation کیساتھ

دینی تعلیم و تربیت کے ساتھ سرکاری ڈگری کی خواہشمند طالبات کیلئے
اسلامک انسٹیٹیوٹ کے تمام امتیازات کے ہمراہ نایاب موقعہ

لاہور انسٹیٹیوٹ فار سوشل سائنسز کے زیر اہتمام

ریگولر • بی ایس علوم اسلامیہ
ایم فل علوم اسلامیہ • ایم۔ اے اسلامیات
خواتین کیلئے
داخلہ جاری ہے

کورس کے اختتام پر بی ایس۔ ایم۔ اے۔ ایم فل کی سرکاری منظور شدہ اسناد

شرائط داخلہ

- ایم فل میں ایم اے اور اس کے مساوی سند یافتہ
- (بشمول وفاق المدارس "العالمیہ") داخلہ لے سکتی ہیں
- جبکہ ایم اے میں داخلہ کے لیے بی اے اور اس کے مساوی
- (بشمول وفاق المدارس "العالمیہ") داخلہ کے لیے درخواست لے سکتی ہیں
- جبکہ بی ایس یا بی اے کے داخلہ کے لیے ایف اے اور اس کے مساوی
- (بشمول وفاق المدارس "النویۃ العالمیہ") داخلہ کی اہل ہیں

داخلہ فارم جمع کروانے کی آخری تاریخ 17 اکتوبر

اسی ادارہ میں مرد حضرات کیلئے بھی انہی شرائط کے ساتھ تمام کورسز میں داخلہ جاری ہے

مکمل قرآن ترجمہ و تفسیر کے ساتھ

ملٹی میڈیا اور ویڈیو کانفرنس کی سہولت

سرگودھا یونیورسٹی کی منظور شدہ اسناد

نہایت قابل تجربہ کار اساتذہ کی زیر نگرانی

جدید سہولیات سے مزین لائبریری

ہاسٹل + میس کی سہولیات

بہترین ایئر کنڈیشنڈ کلاس رومز

91 بابر بلاک نیو گارڈن ٹاؤن نزد برکت مارکیٹ، لاہور

Ph.35852591 35837339

پرنسپل مسز رضیہ مدنی

منجانب

اعلانِ برائے تعمیر مساجد و نلکہ جات

جامعہ اسلامیہ وعلوی ٹرسٹ سابقہ کاوش کے ساتھ اہل حدیثوں کی خدمات میں سرگرم عمل ہے۔ مساجد اور نلکہ جات کے نئے پروگرام کے مطابق ادارہ خدائی درخواستیں جمع کر رہا ہے۔ جو فرد اپنی درخواست جمع کروانا چاہتا ہے تو وہ بذریعہ ایمیل فارم منسکوا سکتا ہے۔ فارم پر کر کے بذات خود جمع کروانے کے بعد ٹوکن حاصل کرے۔ یاد رکھیں سابقہ سالوں میں بہت سے افراد نے اپنی درخواستیں جمع کروائی ہیں لیکن ان کے کوائف نئی مطلبات (Requirement) کے مطابق نامکمل ہیں۔ لہذا اپنی درخواستیں نئے فارم کے مطابق جمع کروائیں اور ٹوکن حاصل کریں۔ درخواست دہندہ خود تشریف لا کر درخواست جمع کروائے اور ٹوکن نمبر پر اپنی فائل کی متابعت یا پوچھ گچھ کر سکتا ہے۔

ہمارے پاس 2015م میں مندرجہ ذیل منصوبہ جات رہیں گے۔

متوسط حجم کی مساجد	ڈیرہ جات کی مساجد
150 تا 200 افراد کی مسجد	مسجد مع مدرسہ تحفیظ (گاؤں یا بستیوں کے لئے)
چھوٹے بڑے نلکہ جات۔	مراکز اسلامیہ
مدارس تحفیظ (دو کمروں سے تین کمروں پر مشتمل)	نلکہ و پمپ، مع اماکن وضوء
واٹر سپلائی بور (گاؤں بھریا بستی میں پانی کی فراہمی کے لیے پائپوں کے ساتھ)	

یاد رکھیں ادارۃ المشاريع کی مختلف کمیٹیاں ہیں۔ جو موقع کا وزٹ کر کے موقع کا جائزہ لیکر درخواست دہندہ کی طلب پر تعین کریں گی کہ آیا موقع پر مطلوبہ منصوبہ کی ضرورت ہے یا نہیں۔ اس کمیٹی کی رپورٹ اور ان کی رضامندی پر ضرورت کے مطابق موقع پر مشروع کی تنفیذ کی جائے گی۔ بذریعہ ڈاک وصول ہونے والی درخواست پر ٹوکن جاری نہیں کیا جائے گا۔

درخواست دہندگان سے اپیل ہے کہ صورت حال کا مظاہرہ کریں۔ بڑے منصوبہ کی جگہ چھوٹا منصوبہ لگانے سے گریز کریں اور جہاں چھوٹے منصوبوں کی ضرورت ہو وہاں بڑے منصوبوں کا اصرار نہ کریں تاکہ موقع پر ضرورت کے مطابق معیاری منصوبہ لگایا جاسکے۔

نوٹ

فارم مکمل کرنے کے لیے ای میل ایڈریس

Email: jislamia_charity@yahoo.com

فون 0336-6060444

فارم جمع کروانے کا ایڈریس

المعهد الشرعی

مظفر گڑھ روڈ نزد عمر حسن پٹرولیم جوہر آباد خوشاب

رئیس ادارۃ المشاريع والبرامج الدعویۃ

آفیسر زکالونی، مظفر گڑھ روڈ، جوہر آباد خوشاب 045-4720004

خالد شاہ محمد علوی



Weekly AHL-E - HADITH

CPL No
116

106, Ravi Road Lahore (54000)

E-Mail: weeklyahlehadith@yahoo.com

WEBSITE: www.ahlehadith.org

Head Office:

Tell. 042-37729933

Fax: 042-37725525

Weekly Ahl-e-Hadith

042-37720257

Paigham T.V:

042-37722876

خَيْرُ النَّاسِ مَنْ يَنْفَعُ النَّاسَ "بہترین لوگ وہ ہیں جو دوسروں کو فائدہ پہنچاتے ہیں۔"

زیر سرپرستی مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان

تعارف

ابو ہریرہؓ سرسٹ



کے زیر سرپرستی
خدمت خلق کے
سفیر
رواں دواں

جناب
اظہر فرماں
ملک
سیکرٹری جنرل

جناب میاں
محمد طیب
سرپرست

حافظ
محمد لوس آزاد
چینمین
نائب ناظم مرکزی جمعیت اہل حدیث
پاکستان

مضبوط
پر عزم
مینجمنٹ

شعبہ خدمت خلق

نادار و غریب گھرانوں کیلئے

شعبہ اصلاح معاشرہ

برائیوں کے خاتمے کیلئے

لاہور

سینئر ایڈووکیٹ محمد آصف چوہان کی زیر نگرانی

مجبور لوگوں کی قانونی راہنمائی کیلئے

ابو ہریرہ اسلامک سیکندری سکول

حفظ القرآن الکریم کے ساتھ میٹرک تک

100% رزلٹ - لاہور بورڈ سے الحاق شدہ

بامقصد سراط مستقیم للہبات

صرف مقامی خواتین کیلئے

علوم اسلامیہ و درس نظامی

حفظانِ صحت کے اصولوں کے عین مطابق

شعبہ جنرل فزیشن (آؤٹ ڈور) - شعبہ چلڈرن (آؤٹ ڈور)

شعبہ حادثات - شعبہ گائنی (آؤٹ اینڈ ان ڈور)

شعبہ جنرل سرجری (ان ڈور) - لیب - الزاساؤنڈ

ایمبولینس سروس اور فاریسی کی سہولیات سے آراستہ

ابو ہریرہ (ٹرسٹ) ہسپتال - تمام آپریشن

ماہر سرجن - FCPS کی زیر نگرانی

گائنی ان ڈور
24 گھنٹے

اوقات کار:

شام 5 بجے تا 10 بجے رات

قیام سے لے کر کام تک کی تفصیلات کیلئے تفصیلی بروشر کا مطالعہ فرمائیں۔

ہیڈ آفس: داروغہ والا، لاہور۔ پاکستان

0300-4880673 0423-6851945

ابو ہریرہؓ سرسٹ

شعبہ
نشر
واشاعت